بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 48 — شمارہ 2

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20پونڈیا40ڈالر
امریکن۔بذریعہ
بحری ڈاک 10پونڈ
یا20ڈالر امریکن

25رمضان 1419ہجری 14 صلح 1378 ہش 14 جنوری 1999ء

لندن ۹ جنوری ۹۹ (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدا کے فضل سے بخیریت ہیں الحمد للہ۔
کل حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور آیت قرآنی وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کی ایمان افروز تفصیل بیان فرمائی پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

طبعی حالتیں جب تک اخلاقی رنگ میں نہ آئیں کسی طرح اِنسان کو قابل تعریف نہیں بناتیں

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اب ہم انسان کے ان تین مرحلوں کا جُدا جُدا بیان کریں گے۔ لیکن اوّل یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ طبعی حالتیں جن کا سرچشمہ اور مبدء نفسِ امّارہ ہے۔ خداتعالیٰ کے پاک کلام کے اشارات کے موافق اخلاقی حالتوں سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ کیونکہ خُدا کے پاک کلام نے تمام نیچرل قویٰ اور جسمانی خواہشوں اور تقاضوں کو طبعی حالات کی مد میں رکھا ہے۔ اور وہی طبعی حالتیں ہیں جو بالارادہ ترتیب اور تعدیل اور موقع بینی اور محل پر استعمال کرنے کے بعد اخلاق کا رنگ پکڑلیتی ہیں۔ ایسا ہی اخلاقی حالتیں ہیں جو پورے فنافی اللہ اور تزکیۂ نفس اور پورے انقطاع اِلی اللہ اور پوری محبت اور پوری محویت اور پوری سکینت اور اطمینان اور پوری موافقت باللہ سے روحانیت کا رنگ پکڑلیتی ہیں۔ طبعی حالتیں. جب تک اخلاقی رنگ میں نہ آئیں کسی طرح اِنسان کو قابلِ تعریف نہیں بناتیں۔ کیونکہ وہ دوسرے حیوانات بلکہ جمادات میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ایسا ہی مجرّد اخلاق کا حاصل کرنا بھی انسان کو روحانی زندگی نہیں بخشتا بلکہ ایک شخص خدائے تعالیٰ کے وجود سے بھی منکر رہ کر اچھے اخلاق دکھلا سکتا ہے دل کا غریب ہونا یا دل کا حلیم ہونا یا صلح کار ہونا یا ترکِ شر کرنا اور شریر کے مقابلہ پر نہ آنا یہ تمام طبعی حالتیں ہیں اور ایسی باتیں ہیں جو ایک نااہل کو بھی حاصل ہو سکتی ہیں جو اصل سرچشمۂ نجات سے بے نصیب اور ناآشنا محض ہے اور بہت سے چارپائے غریب بھی ہوتے ہیں اور ہلنے اور خوپذیر ہونے سے صلح کاری بھی دکھلاتے ہیں۔ سوٹے پر سوٹا مارنے سے کوئی مقابلہ نہیں کرتے مگر پھر بھی ان کو انسان نہیں کہہ سکتے۔ چہ جائیکہ ان خصلتوں سے وہ اعلیٰ درجہ کے انسان بن سکیں۔ ایسا ہی بد سے بد عقیدہ والا بلکہ بعض بدکاریوں کا مرتکب ان باتوں کا پابند ہو سکتا ہے ممکن ہے کہ انسان رحم میں اس حد تک پہنچ جائے کہ اگر اُس کے اپنے ہی زخم میں کیڑے پڑیں اُن کو بھی قتل کرنا روانہ رکھے اور جانداروں کی پاسداری اِس قدر کرے کہ جوئیں جو سر میں پڑتی ہیں یا وہ کیڑے جو پیٹ اور انتڑیوں اور دماغ میں پیدا ہوتے ہیں اُن کو بھی آزار دینا نہ چاہئے[1] بلکہ مَیں قبول کر سکتا ہوں کہ کسی کا رحم اِس حد تک پہنچے کہ وہ شہد کھانا ترک کر دے۔ کیونکہ وہ بہت سی جانوں کے تلف ہونے اور غریب مکھیوں کو اُن کے استھان سے پراگندہ کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اور مَیں مانتا ہوں کہ کوئی مُشک سے بھی پرہیز کرے کیونکہ وہ غریب ہرن کا خون ہے اور اس غریب کو قتل کرنے اور بچوں سے جُدا کرنے کے بعد میسّر آسکتا ہے۔ ایسا ہی مجھے اس سے بھی انکار نہیں کہ کوئی موتیوں کے استعمال کو بھی چھوڑ دے۔ اور ابریشم کو پہننا بھی ترک کرے کیونکہ یہ دونوں غریب کیڑوں کے ہلاک کرنے سے ملتے ہیں۔ بلکہ مَیں یہاں تک مانتا ہوں کہ کوئی شخص دُکھ کے وقت جوکوں کے لگانے سے بھی پرہیز کرے اور آپ دُکھ اُٹھالے۔ اور غریب جوک کی موت کا خواہاں نہ ہو۔ بالآخر اگر کوئی مانے یا نہ مانے مگر مَیں مانتا ہوں کہ کوئی شخص اِس قدر رحم کو کمال کے نقطہ تک پہنچادے کہ پانی پینا چھوڑ دے۔ اور اس طرح پانی کے کیڑوں کے بچانے کیلئے اپنے تئیں ہلاک کرے۔ مَیں یہ سب کچھ قبول کرتا ہوں لیکن مَیں ہرگز قبول نہیں کر سکتا کہ یہ تمام طبعی حالتیں اخلاق کہلا سکتی ہیں یا صرف انہیں سے وہ اندرونی گند دھوئے جاسکتے ہیں جن کا وجود خدا کے ملنے کی روک ہے۔ مَیں کبھی باور نہیں کروں گا کہ اِس طرح کا غریب اور بے آزار بننا جس میں بعض چارپایوں اور پرندوں کا کچھ نمبر بڑھا ہوا ہے اعلیٰ انسانیت کے حصول کا موجب ہو سکتا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک یہ قانونِ قدرت سے لڑائی ہے۔ اور رضا کے بھاری خلق کے برخلاف اور اس نعمت کو ردّ کرنا ہے۔ جو قدرت نے ہم کو عطا کی ہے۔ بلکہ وہ روحانیت ہر ایک خلق کو محل اور موقعہ پر استعمال کرنے کے بعد اور پھر خدا کی راہوں میں وفاداری کے ساتھ قدم مارنے سے اور اسی کا ہو جانے سے ملتی ہے۔ جو اس کا ہو جاتا ہے اس کی یہی نشانی ہے کہ وہ اس کے بغیر جی ہی نہیں سکتا۔ عارف ایک مچھلی ہے جو خدا کے ہاتھ سے ذبح کی گئی اور اُس کا پانی خدا کی محبت ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی ایڈیشن ۱۹۸۶ء صفحہ ۲۳ تا ۲۶)

[1] غالباً سہو کاتب ہے "چاہیے" ہونا چاہئے

صوبہ اڑیسہ کا سالانہ اجتماع

محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت کی منظوری سے مجالس انصار اللہ اُڑیسہ کا بارھواں صوبائی اجتماع مورخہ 30-31 جنوری 1999 کو بمقام بھدرک منعقد کیا جارہا ہے۔ تمام اراکین مجالس انصار اللہ اُڑیسہ سے گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس اجتماع میں شرکت فرماکر اس کے تمام پروگراموں کو کامیاب بنائیں۔ جزاکم اللہ۔ (شیخ ابراہیم ناظم انصار اللہ صوبہ اڑیسہ)

قبل اس کے کہ وہ وقت آوے کہ انسان کو دیوانہ سا بنادے بیقراری کی دعاؤں سے خود دیوانے بن جاؤ۔ (المسیح الموعودؑ) (اشتہار ۲۷ فروری ۱۹۰۴ء)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان   اداریہ   14 جنوری 1999

حقیقی اسلامی عید

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت ہم رمضان المبارک کے دوسرے عشرے سے جو کہ مغفرت کا عشرہ ہے گذر رہے ہیں۔ رمضان ہمارے لئے بہت سی روحانی و جسمانی برکات لے کر آتا ہے۔ اس مہینے میں تمام عبادات اپنے معراج کو پہنچ جاتی ہیں زکوٰۃ اور صدقہ و خیرات اور غرباء کی مدد ان کو کھانا کھلانے کا موسم بہار آجاتا ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں تیز آندھی سے بھی بڑھ کر صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ جو روزہ نہ رکھ سکتے ہوں اور جو طاقت رکھتے ہوں ایک روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا کریں۔ تاکہ اگر روزہ کے احکام میں کسی طرح کا سقم باقی رہ گیا ہے تو خدا تعالیٰ اس زاید نیکی کے عوض اس کمی کو پورا فرمادے۔

اس مہینے میں ہر مومن کو یہ سبق دیا جاتا ہے کہ نہ صرف وہ ناجائز حرکات سے باز آجائے بلکہ محض رضائے الٰہی کی خاطر حوائج ضروریہ بھی ترک کردے۔ روزہ رکھنے سے اسے بھوکے رہنے والے افراد کی بھوک کا صحیح احساس ہو جاتا ہے۔ روزہ کا ایک مقصد یہ ہے کہ جہاں غریب بھائیوں کی بھوک اور ضرورتوں کا احساس ہو ان کی مدد کرنے کا بھی ایک موقع میسر آجائے اس لحاظ سے رمضان المبارک دوہری برکات ایک مومن کو عطا کرتا ہے۔

رمضان کے اختتام پر عید الفطر منائی جاتی ہے۔ عید کے معنی ہیں بار بار آنے والی خوشی۔ جب شوال کا چاند دکھائی دے تو عید الفطر ہوتی ہے۔ اس دن سب لوگ نئے یا صاف ستھرے کپڑے پہن کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کیلئے کہ اس نے رمضان میں غیر معمولی عبادات کی توفیق عطا فرمائی ہے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور دوگانہ نماز ادا کرتے ہیں بعدہ ایک دوسرے کو سلامتی کا تحفہ اور عید کی مبارک دیتے ہوئے مصافحہ و معانقہ کرتے ہیں ایک دوسرے کو تحائف پیش کرتے ہیں۔ ہر طرف محبت پیار اور خوشی کی لہر دوڑتی ہے حقیقی خوشی اس بات میں ہے کہ ایک طرف خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کیلئے جہاں تک ہو سکے اس کی عبادت کی جائے اور دوسری طرف حقوق اللہ کی ادئیگی کے ساتھ حقوق العباد بھی ادا کرے اور اپنی خوشیاں ان کے ساتھ مل کر بانٹے۔ پس ہر مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے ماحول میں عزیز و اقرباء میں اس امر کا بالخصوص دھیان رکھے کہ کوئی فرد ایسا تو نہیں جسے میری کسی طرح کی مدد کی ضرورت ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اپنے مال عزیز کو ان کی فلاح و بہبود اور ضرورتیں پوری کرنے میں صرف کرے ایسے احباب جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے۔ وہ اس کار خیر میں وافر حصہ ڈال کر ثواب دارین کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

نماز عید کا طریق یہ ہے کہ کسی ایسی جگہ (عیدگاہ) میں ادا کی جائے کہ جو وسیع ہو اور پورے شہر اور ارد گرد کے لوگ اس میں آسکیں امام دو رکعت نماز پڑھائے اور خطبہ دے جس میں وقت کی مناسبت سے نصائح کرے اس نماز کیلئے نہ تو اذان ہوتی ہے نہ تکبیر اور نہ ہی اس سے قبل یا بعد کوئی نفل پڑھے جاتے ہیں۔ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیرات زائد کہی جاتی ہیں۔ نماز کے بعد خطبہ دیا جاتا ہے اور آخر پر اجتماعی دُعا ہوتی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق مبارک تھا کہ عید کے لئے ایک راستہ سے جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس لوٹتے۔ نماز عید الفطر سے پہلے اور نماز عید الاضحیٰ کے بعد کچھ کھا پی لینا سنت ہے۔

اسلامی عید میں نہ تو دنیوی بہلاوے کے سامان ہوتے ہیں نہ ہی کوئی کھیل کود یا تماشے۔ نہ ناچ گانے ہوتے ہیں اور نہ ہی لہو و لعب کے مواقع۔ بلکہ یہ بھی ذکر الٰہی اور درود سے بھرپور ایک پرسکون عبادت ہوتی ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ایک خطبہ عید الفطر میں حقیقی عید کی فلاسفی یوں بیان فرماتے ہیں:

زمین و آسمان کا فرق ہے دنیا کی عیدوں میں اور اس عید میں جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم کے مطابق ہمیں عطا کی ہے اس عید کو سمجھنا ہو تو اس درخت کو سمجھیں جس کا یہ پھل ہے اور وہ درخت شجر رمضان ہے۔۔۔

رمضان المبارک کے کئی اسباق ہیں ان میں سے دو بڑے گہرے سبق ہیں جو در اصل رمضان کا ہی نہیں بلکہ ہر مذہب کا خلاصہ ہیں ان میں سے ایک عبادت الٰہی ہے اور دوسرا بنی نوع انسان کے ساتھ سچی ہمدردی اور پیار اور خدمت خلق اور لوگوں کے دکھ سکھ میں شریک ہونا ہے یہ دو گہرے سبق ہیں جو رمضان ہمارے لئے لے کر آتا ہے۔۔۔ اس پر تو عبادت کا پھل لگنا چاہئے۔ اور عبادت کا پھل سمجھ کر جب آپ عید منائیں گے تو پھر آپ عید کا لطف اُٹھائیں گے اس عید پر تو خدمت خلق کا پھل لگنا چاہئے۔ اگر آپ اس کے سوا کچھ اور غرضیں لے کر اس عید میں داخل ہوں گے تو تخت بور ہوں گے۔۔۔ اسلئے آج اگر آپ عید منانا چاہتے ہیں تو اپنی عبادتوں میں لذت ڈھونڈیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر دُعائیں کریں اور ان سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں اس کے حضور پہلے سے زیادہ جھکیں پہلے سے بڑھ کر نمازیں پڑھیں۔ پھر دیکھیں کہ آپ کی عید کس شان کی ہوتی ہے دنیا کی کسی اور قوم کو ایسی عید نصیب نہیں ہوگی جیسا کہ احمدی مسلمان عید منا رہا ہوگا۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے عید کا دوسرا پہلو خدمت خلق ہے غریب کے دکھ میں شریک ہونا اسکا دکھ بانٹنا اور اپنے سکھ اس کے ساتھ تقسیم کرنا یہ اور اس قسم کے دوسرے نیکی کے کام خدمت خلق سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ رمضان سے پہلے میں نے احباب جماعت پر بڑی تفصیل سے واضح کیا تھا کہ رمضان میں ایک بڑا سبق پایا جاتا ہے اور روزہ کے اندر دوسری بہت سی حکمتوں کے علاوہ ایک بڑی گہری حکمت یہ ہے کہ امراء بھی غریبوں کے دکھوں کو سمجھنے کے اہل ہو سکیں ان تلخیوں میں سے گذریں جن تلخیوں میں سے اکثر غرباء ہمیشہ گذرتے ہیں اور وہ ایک طرف تو خدا کا شکر کریں کہ یہ ایک مہینہ جو ہم نے گذارا ہے ہمارے بعض بھائی ایسے ہیں جن کے بارہ مہینے اسی طرح گذرتے ہیں اور پھر اس شکر کے ساتھ ان کے بارہ مہینے کے دکھ آسان کرنے کی کوشش کریں یہ وہ دوسرا سبق ہے جو رمضان شریف نے ہمیں عطا کیا ہے۔۔۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ خدمت خلق کے طور پر غریب کے دکھ بانٹنے کیلئے احمدی کو تلاش کیا جائے اس لئے وہ تمام جماعتیں جہاں احمدی تعداد میں تھوڑے ہیں ان کو اردگرد غریب محلوں میں حسب توفیق غریبوں کی مدد کیلئے جانا چاہئے۔ عبادت بھی خصوصیت سے کریں اور غریب کی ہمدردی بھی بطور خاص کریں یہاں تک کہ اپنے محلوں میں پھیل کر حسب حالات اور حسب توفیق غریبوں کے گھروں میں جائیں اور ان سے کہیں ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر تمہیں عید مبارک دینے آئے ہیں ہم اسلام کے نام پر تمہارے ساتھ خوشیاں بانٹنے آئے ہیں۔

یہ کام محض للہ ہے اس کا پیار ہی ہماری جزا ہے وہ محبت سے جب ہمیں دیکھ رہا ہے تو یہی سب سے بڑی جزا ہے۔۔۔ پس جس کو یہ عید نصیب ہو جائے اس کو اور کیا عید چاہئے۔ اس کی پھر عیدیں ہی عیدیں ہیں اور یہی وہ عید ہے جو اسلام کی عید ہے۔ (بدر کیم ستمبر ۱۹۸۳ء)

آخر میں ہم قارئین بدر کی خدمت میں دل کی گہرائیوں سے عید الفطر کی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

بھارت میں ایڈز کی وبا بری طرح پھیلتی جا رہی ہے

ڈاکٹر سنگھ کا انتباہ۔ جالندھر میں 6 سے 9 نومبر تک طبی سیمینار کرائے جائیں گے

جالندھر۔ یکم نومبر (پنجاب نیوز سروس) بھارت میں ٹی بی کے موذی مرض سے ہر سال پانچ لاکھ اشخاص موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں ایڈز کے مرض نے بھارت کو بھی اپنے نرغے میں لے لیا ہے۔ تھائی لینڈ اول نمبر پر ہے اور بھارت دوسرے نمبر پر ہے۔ سگریٹ بیڑی پینے والوں کے علاوہ ان کے نزدیک بیٹھنے والے افراد پر بھی کینسر کا حملہ ہو سکتا ہے۔ اس بات کا انکشاف یہاں ایک پریس کانفرنس میں انڈین چیسٹ سوسائٹی کے آرگنائزنگ سیکرٹری ڈاکٹر انچ جے سنگھ (ایم ڈی) نے کیا انہوں نے بتایا کہ تپ دق کا موذی مرض خطرناک صورت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے اور اس کے لئے نا تجربہ کار ڈاکٹر بھی ذمہ دار ہیں۔ جو مرض کی اچھی طرح تشخیص ہی نہیں کر سکتے۔ مہینوں علاج کے بعد انہیں پتہ چلتا ہے کہ جس مریض کا علاج وہ کر رہے ہیں انہیں تپ دق نہیں کینسر ہے اور مریض کو اس وقت ماہرین کے پاس لے جایا جاتا ہے جب بیماری لاعلاج ہو جاتی ہے ان حالات میں تجربہ کار ڈاکٹروں کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور آج حالات اس قدر خراب کر دیئے گئے ہیں کہ تپ دق کے جراثیموں کو مارنا بڑا مشکل کام بنتا جا رہا ہے ادھر ایڈز کا مرض خطرناک صورت اختیار کرتا چلا رہا ہے پنجاب کا پہلا ایڈز کیس جالندھر میں ہوا تھا اور اب بے راہ روی کے سبب دن بدن یہ مرض بڑھتا جا رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ خراٹے لینا بھی ایک بیماری ہے۔ جس سے بعض اوقات موت بھی ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر سنگھ نے بتایا کہ تپ دق۔ کینسر۔ نمونیا اور ایڈز جیسے خطرناک امراض کی روک تھام کیلئے جالندھر میں 6 تا 9 نومبر تک ایک مہم کے تحت سیمینار کروائے جا رہے ہیں جس میں بھارت کے مختلف صوبوں کے 800 کے قریب سرکردہ ڈاکٹر ڈیلی گیٹ کے طور پر حصہ لے رہے ہیں۔

ایڈز کے علاج میں بڑی کامیابی

نئی دہلی 6 نومبر (پی ٹی آئی) ایڈز کے علاج میں بڑی کامیابی ملی جبکہ سائنسدانوں نے دوائیوں کے ایک نئے سیل کا اعلان کیا جو ایڈز کے وائرس کو خون سے بالکل خارج کر دیتا ہے اور اس سے اس بیماری کے علاج کا راستہ کھل جانے کا امکان ہے ایڈز کے ماہر امریکی سائنسدان انتونی فاوس نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ دوائیوں کا اکٹھ حفاظتی نظام جسے سی ڈی 4 کیلئے ہیں سے اس وائرس کو نکال دیتا ہے جہاں یہ وائرس چھپ کر بیٹھا رہتا ہے اور کسی بھی وقت یہ بڑھنا شروع کر سکتا ہے۔ (بشکریہ ہند سماچار جالندھر)

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
دوکان: 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

خطبہ جمعہ

اپنے بھائیوں کو چندے سے باخبر کرو

ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندے میں شامل کرو

تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۶؍ نومبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۶؍ نبوت ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم-

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ. تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

(سورة الصّف: ۱۱، ۱۲)

یہ سورۃ الصّف کی آیات گیارہ اور بارہ ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے۔ یہ سورۃ الصّف وہی ہے جس میں مسیح کی آمد ثانی کی خوشخبری دی گئی ہے اور بڑی وضاحت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی خبر دی گئی ہے اور جماعت احمدیہ پر جو حالات آئندہ گزرنے تھے ان کے متعلق بھی واضح اشارے موجود ہیں اور کس طرح ایک ایسی جماعت نے تیار ہونا تھا جو مالی اور جانی قربانی میں بہت آگے بڑھ جانے والی تھی اور اس کے مقدر میں یہ بات تھی کہ وہ خدا کی راہ میں اپنے مال بھی نچھاور کرے اور اپنی جانیں بھی۔ اس آیت کریمہ میں مال کا ذکر پہلے آیا ہے اور جانوں کا ذکر بعد میں۔

جب ہم سورۃ صف کہتے ہیں تو اردو میں یہی کہہ کر اشارے کرتے ہیں سورۂ صف کی طرف لیکن جو زیادہ عربی علم کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں وہ ہمیشہ الصّف ہی کہیں گے۔ مگر میں نے اردو طریق اختیار کیا ہے۔ اردو میں سورہ صف ہی کہا جاتا ہے اور مراد یہی ہے کہ الصّف جو قرآن کریم کی ایک سورت ہے۔ بہر حال یہ بہتر ہوا کہ ابھی مجھے اس طرف توجہ دلادی گئی ورنہ بعد میں کئی علماء نے لکھنا تھا کہ آپ صف پڑھتے رہے حالانکہ الصّف ہے۔ (چونکہ حضور انور اس سورۃ کا نام اب تک سہواً الصّٰفّٰت پڑھتے رہے تھے تو حضور کی خدمت میں عرض کی گئی کہ یہ الصّٰفّٰت نہیں بلکہ سورۃ الصّف کی آیات ہیں جس پر حضور نے فرمایا)۔ یہ جو توجہ دلائی ہے بالکل درست ہے میں الصّٰفّٰت سمجھ رہا تھا یعنی میرے ذہن میں تو سورۂ صف ہی ہے شروع سے لے کر آخر تک لیکن اس قسم کے زبان کے غوطے کھا جایا کرتا ہوں اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں یہ سب کے سامنے ظاہر ہے کہ ذہن میں ایک لفظ ہوتا ہے اور بعض دفعہ مضمون میں ڈوبا ہوا ایک دوسرا لفظ بیان کر رہا ہوتا ہوں تو یہاں بھی غلطی تھی جس کی طرف پرائیویٹ سیکرٹری کا ممنون ہوں کہ انہوں نے، فوری توجہ دلادی۔ سورۂ صف کی بات ہو رہی ہے صفّٰت کی نہیں اور لکھا ہوا بھی سامنے سورۂ الصّف ہی ہے مگر خدا جانے کیوں زبان پر الصّٰفّٰت ہی جاری رہا۔

ویسے صف اور الصّٰفّٰت میں ایک گہرا تعلق بھی ہے۔ صفّٰت میں ان لوگوں کا بیان ہے جو صف باندھ کے خدا کی راہ میں لڑتے ہیں اور سورۂ صف میں بھی انہیں لوگوں کا بیان ہے جو صف باندھ کے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح دشمن سے لڑتے ہیں۔ تو مضمون کے ایک ہونے کی وجہ سے غالباً کیونکہ دونوں میں ایک ہی مضمون بیان ہوا ہے اس لئے شاید میرے ذہن میں یہ لفظ الصّٰفّٰت رہا نہ کہ صف۔ اب درستی کر لی ہے اب اس بارہ میں دوبارہ کسی کو لکھنے کی ضرورت نہیں۔ جمعہ میں جو اس قسم کی غلطیاں ہو جاتی ہیں ان کو درست کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی جمعہ کے دوران ہی میں درست کر دیا کرتا ہوں اس لئے بغیر کسی ترمیم کے یہ خطبہ اسی طرح جاری ہونا چاہئے۔

اب میں پھر مضمون کی طرف واپس آتا ہوں۔ فرمایا گیا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ اے مومنو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر اطلاع دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے گی۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وہ تجارت یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے رستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے کاش کہ تم جان سکتے۔

یہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے سورۃ الصّف وہی سورۃ ہے جس میں جماعت احمدیہ کی خوش خبریاں دی گئی ہیں اور اس پہلو سے یہ صفات خصوصیت کے ساتھ جماعت احمدیہ پر اطلاق پا رہی ہیں جو اس سورۃ میں بیان ہو رہی ہیں۔ اس میں بہت سے مضامین مخفی ہیں یعنی بالکل مخفی تو نہیں مگر ان کے اندر مضمر اس طرح چلے آ رہے ہیں کہ اگر ذرا سا بھی غور کرو تو ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک ایسی تجارت ہے جو دردناک عذاب سے نجات دے گی۔ مضمر بات یہ ہے کہ بہت سی دوسری تجارتیں ہیں جو دردناک عذاب سے نجات نہیں دیتیں۔ یہاں تجارت سے مراد محض کاروبار کی تجارت نہیں بلکہ صنعتوں کی تجارت بھی اس میں شامل ہے ہر قسم کے معاملات جن سے انسان کو منافع نصیب ہوتا ہے وہ تمام وسیع اقتصادی عوامل اس آیت کے پیش نظر ہیں جن کے ذریعہ قوم کی معاشیات چلتی ہیں۔ پس پہلی بات تو قابل غور یہ ہے کہ کیا سب دوسری تجارتیں دردناک عذاب کی طرف لے جانے والی ہیں؟ کیا تجارتوں سے کلیۃً روکا جا رہا ہے جو باقی تجارتوں سے الگ ہوتے ہوئے دردناک عذاب سے نجات دے گی۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ جو تجارت بیان فرمائی جا رہی ہے اس کی بنا ہی دوسری تجارتوں پر ہے۔

اگلی آیت میں یہ بات خوب کھول دی گئی ہے کہ تجارت سے جو تمہاری آمدنیں ہونگی ان آمدنوں کے خرچ کے معاملے میں ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں کہ وہ خرچ درست ہو ورنہ وہ تجارتیں تمہیں دردناک عذاب کی طرف لے جائیں گی۔ تو تجارتوں سے نہیں روکا جا رہا، اقتصادی جدوجہد سے نہیں روکا جا رہا بلکہ اس کے نتیجے میں جو کچھ بھی حاصل ہو گا اس کو کس طرح خرچ کرنا ہے، یہ بیان فرمایا جا رہا ہے۔ اور ضمناً اس میں یہ بات داخل ہے کہ وہ مال جس کو خدا تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کرنے کی ہدایت دیتا ہے لازماً پاک و صاف ہو گا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خدا مومنوں سے گندے اموال طلب کرے۔ تو کیسا خوبصورت ضمنی اشارہ موجود ہے کہ **مومن تو وہی ہیں جن کی تجارتیں پاک اور صاف ہوا کرتی ہیں۔ ان میں کوئی گند کی ملونی نہیں ہوتی اور جو پاک و صاف تجارتوں کے نتیجے میں ان کو حاصل ہوتا ہے وہ پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرکے اس کو مزید پاک کرتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں وہ ان کی عقبیٰ سنوار دیتا ہے** اور یہ بھی مضمر ہے کہ دنیا بھی سنوار دیتا ہے۔

ان لوگوں کو دردناک عذاب سے نجات دی جائے گی۔ دردناک عذاب سے مراد لازماً وہ عذاب نہیں جو آخرت کا عذاب ہے بلکہ اس دنیا میں بھی ایک دردناک عذاب ہے جو انسان اپنی زندگی ہی میں دیکھ لیتا ہے اور بسا اوقات انجام کے وقت اس کو وہ دردناک عذاب دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ بہت سے لوگ جنہوں نے روپے جوڑے اور عمر بھر اپنے خزانے بھرے جب موت کے قریب پہنچتے ہیں تو اس درد سے تڑپتے ہیں کہ ان کا انجام نیک نہیں ہوا۔ کچھ بھی انہوں نے اپنے لئے آگے نہیں بھیجا۔ بسا اوقات ان کی اولادیں جن کو وہ پیچھے چھوڑ کے جا رہے ہوتے ہیں ان کی زندگی ہی میں ایک دردناک عذاب کے لئے ان کو تیار کر رہی ہوتی ہیں، زندگی میں اس طرح تیار کرتی ہیں کہ زندگی بھر وہ ان کا رخ دیکھتے ہیں کہ ان کا رخ دنیا کی طرف ہو چکا ہے اور اپنے اموال کو خرچ کرنے میں وہ گندے مصارف اختیار کر چکے ہیں، ایسے مصارف جن سے نظر آ رہا ہے کہ جو کمائی انہوں نے محنت سے کی تھی ان کی اولادوں نے آگے ضائع کر دینی ہے۔

بہت سے لوگ ہیں جن کو یہ خطرہ درپیش ہوتا ہے اور نظر آ رہا ہوتا ہے کہ اب یہ اولادیں ہاتھ سے نکلی جا رہی ہیں۔ جو کچھ ہم نے کمایا سب کچھ ضائع کر دیں گی یہ دردناک عذاب کی تیاری ہے جو زندگی بھر ہوتی رہتی ہے، موت کے وقت اس کا آخری انجام دکھائی دیتا ہے ہم نے تو اپنی اولادوں پر جو کچھ بھی خرچ کیا ضائع کر دیا، جو کچھ ان کے لئے پیچھے چھوڑیں گے وہ ان کو اور بھی زیادہ برباد کرے گا۔ تو دردناک عذاب سے مراد صرف یہی نہیں کہ

آخرت میں ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ وہ تو ہوگا ہی لیکن اس دنیا میں بھی وہ دردناک عذاب کا مزہ چکھ لیں گے۔

لیکن وہ مستثنٰی ہیں، کون مستثنٰی ہیں؟ جو پاک طریقوں پر خدا کے سکھائے ہوئے اسلوب تجارت کو اختیار کرتے ہوئے ایسی تجارتیں کرتے ہیں جن میں کوئی گند کی ملونی نہیں ہوتی۔ جو کچھ ان کو ملتا ہے پھر وہ اللہ ہی کی راہ میں خرچ کردیتے ہیں یعنی جس حد تک توفیق ہے وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اَنْفُس کا خرچ بھی خدا کی راہ میں کرنا ضروری ہے۔ یعنی جانوں کے خرچ سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسانی جانوں کو جو کچھ بھی عطا کیا ہے وہ اسی کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے۔ مگر یہاں اموال کو پہلے مذکور فرمایا گیا اس لئے کہ وہ دور ایسا ہے جس میں مالی قربانی بھی نفسوں کی پاکیزگی کا موجب بننے والی تھی اور ایک قسم کی ایک پیشگوئی ہے کہ وہ لوگ جو مالی قربانیاں کریں گے ان کے نفوس ان کی مالی قربانیوں کے نتیجے میں پاک ہونگے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دن بدن وہ پاک سے پاک تر ہوتے چلے جائیں گے اور اس کے نتیجے میں پھر وہ اپنے نفس بھی یعنی وہ تمام طاقتیں جو خدا نے ان کو بخشی ہیں وہ بھی خدا کی راہ میں خرچ کریں گے یعنی ان کے پاک ہونے کی علامت ان کے مزید خرچ ہونگے۔ یہ بظاہر ایک عجیب سی بات دکھائی دیتی ہے مگر روزمرہ کے تجربے میں بالکل صاف دکھائی دینے والی چیز ہے۔

اللہ کی راہ میں جو شخص ایک بظاہر کڑوا گھونٹ بھر کے کچھ خرچ کرتا ہے، وہ جانتا ہے کہ اس خرچ سے مجھے کچھ تکلیف پہنچی ہے لیکن رضائے باری تعالیٰ کی خاطر، نہ کہ دکھاوے کے لئے وہ کچھ خرچ کرلیتا ہے، اس کی توفیق ہمیشہ بڑھائی جاتی ہے۔ خرچ کرنے کی توفیق مال ہی تک محدود نہیں رہتی بلکہ ایسا شخص پھر کچھ اپنا وقت بھی دین کے لئے خرچ کرنے لگتا ہے اور اپنے علم کو بھی دین کے لئے خرچ کرتا ہے۔ جو کچھ بھی اللہ نے اسے عطا کیا ہے جذبات، کیفیات، ہر چیز خرچ کرنے کا ایک ڈھنگ ہے اور رفتہ رفتہ اللہ اسے یہ ڈھنگ سکھاتا ہے کہ کس طرح اللہ کی راہ میں وہ سب کچھ دو جو اللہ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔ یہ مضمون ہے جس کا جماعت احمدیہ سے بہت گہرا تعلق ہے اور آج چونکہ تحریک جدید کا، نئے سال کا اعلان ہونے والا ہے اس لئے میں نے اسی مضمون کو آج کے لئے اختیار کیا ہے۔ اب اس مضمون کی مزید وضاحت میں بعض احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کی روشنی میں کرتا ہوں۔

پہلی حدیث تو مسلم کتاب الزہد و الرقاق سے لی گئی ہے۔ یہ حضرت مُطَرِّف رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ ان کے والد نے مُطَرِّف سے بیان کیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سورہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نے اس کی تلاوت کے بعد فرمایا، ابن آدم کہتا ہے میرا مال، ہائے میرا مال۔ اے ابن آدم کیا کوئی تیرا مال ہے بھی، ایک بہت ہی لطیف انداز ہے انسان کو اس مال کے متعلق متنبہ کرنے کا جسے وہ اپنا سمجھ رہا ہے۔ ہر شخص جو دنیا میں اللہ کی طرف سے عارضی طور پر مالک بنایا جاتا ہے وہ اسے اپنا ہی مال سمجھتا ہے مگر ایک یہ بھی کہنے کا انداز ہے کہ اے ابن آدم کیا تیرا کوئی مال ہے بھی، سوائے اس مال کے جو تو نے کھایا اور ختم کردیا، وہ تیرا کہاں رہا۔

جو انسان نے کھایا اور خرچ کرکے ختم کردیا وہ تو اب اپنا مال نہیں ہے۔ جو پہن لیا وہ پہن لیا، جو بوسیدہ ہو گیا وہ ختم ہو گیا اور تیرے کام کا نہیں ہاں جو تو نے صدقہ دیا وہ تیرے لئے اگلے جہان میں فائدے کا موجب ہو سکتا ہے لیکن وہ تو اگلے جہان کے لئے بھیج چکا ہے اب وہ تیرا مال نہیں رہا۔ تو نے اللہ کی راہ میں قربان کردیا اسے آگے بھیج دیا اب آگے جاکے دیکھے گا کہ اس کا کیا بنا تھا۔ تو جو بچوں کے لئے پیچھے چھوڑ دیا وہ تو مرتے وقت اپنا رہتا ہی نہیں کسی اور کا ہو جاتا ہے۔ تو کتنا لطیف انداز ہے یہ سمجھانے کا کہ ابن آدم خواہ مخواہ شور مچاتا ہے میرا مال، میرا مال، اس کا مال تو کچھ نہیں، وہم ہے صرف۔

جو خرچ کیا وہ جیسا کہ میں نے عرض کیا وہ تو اس کا رہتا ہی نہیں ہاں خرچ کرنے سے پہلے کوئی مال اس کا ضرور ہوتا ہے۔ اور یہ اس میں مضمر ہے۔ یہ مراد نہیں کہ بالکل ہے ہی کچھ نہیں۔ مراد یہ ہے کہ کچھ ہے تو سہی مگر اس کا وہ تب بنے گا اگر اس کا خرچ اچھا ہو گا اور یہ وہی مضمون ہے جو قرآن کریم کی ان آیات میں بیان ہوا ہے جو میں نے پہلے بیان کردیا تھا۔ اپنا مال اگر بنانا ہے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ تمہارا رہے گا۔ جو اس دنیا میں خرچ کرو گے وہ بھی تمہارا ہوگا، جو اس دنیا کے لئے آگے بھیجو گے وہ بھی تمہارا ہی ہوگا باقی سب کچھ خرچ تو کرو گے مگر خرچ کے ساتھ ساتھ ہی تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے گا اور تمہارا نہیں رہے گا۔

یہ مضمون وہ ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملفوظات میں یا اپنی کتب میں مختلف رنگ میں ان آیات کے مضمون کو کھولا ہے۔ سب سے جو پیارا اقتباس اس پہلو سے کہ جماعت احمدیہ کو اتنے پیار اور محبت سے مخاطب فرمایا ہے کہ شاید ہی کسی اور تحریر میں اس طرح بے ساختہ پیار پھوٹ رہا ہو جس طرح اس عبارت میں ہے جو فتح اسلام صفحہ ۳۴ سے لی گئی ہے۔ "اے میرے عزیزو، میرے پیارو، میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!" اتنا عظیم محبت کا اظہار ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ "اے میرے عزیزو، میرے پیارو، میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!"۔

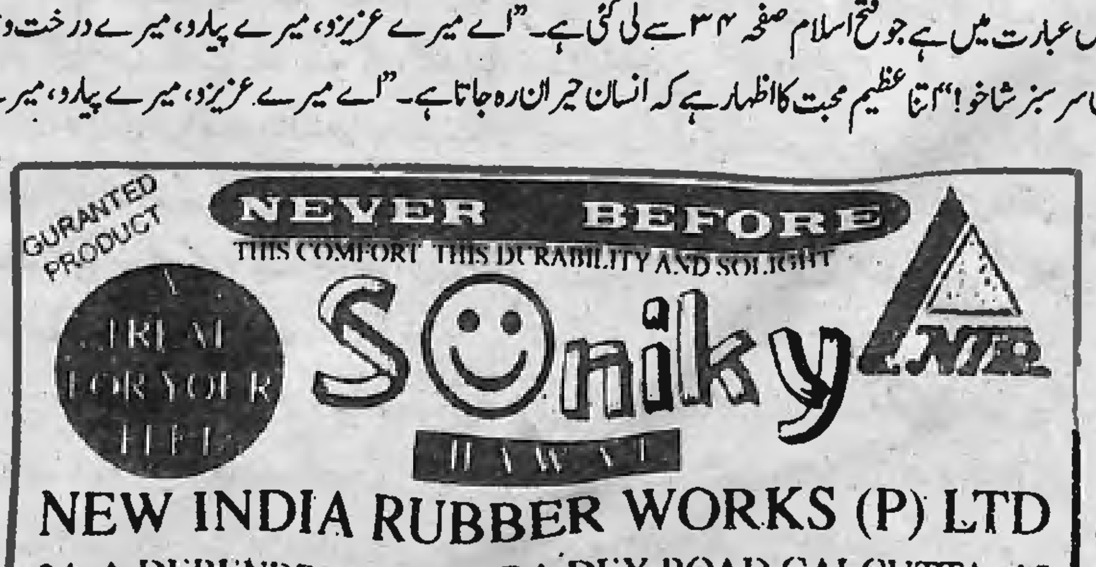

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک درخت وجود تھا اور اس میں وہی شاخیں آپ کی تھیں جو سرسبز تھیں اور جو خشک ٹہنیاں ہر سرسبز درخت سے لٹکی ہی رہتی ہیں وہ سرسبز درخت کی نہیں رہتیں۔ تو یہ عرفان کی شان ہے کہ آپ نے وہی مضمون جو ان آیات میں بیان ہوا ہے جس کی مزید وضاحت حدیث نے کی ہے اسی مضمون کو ایک نئے انداز میں پیش فرما رہے ہیں۔ فرمایا بظاہر میری جماعت میں تمہیں خشک ٹہنیاں بھی دکھائی دیں گی وہ تو ہر درخت کا حصہ ہوا کرتی ہیں۔ ہر درخت ان خشک ٹہنیوں کی پہلے آبیاری خود کیا کرتا ہے، ان کو اٹھاتا ہے، ان پر خرچ کرتا ہے یعنی درخت بھی اگر زندہ ہو اور باشعور ہو، زندہ تو ہے مگر اس طرح باشعور نہیں جیسے ہم سمجھتے ہیں مگر وہ درخت اس صورت میں جانتا ہو گا کہ جو کچھ بھی میں نے ٹہنیوں پر خرچ کیا ہے جو بعد میں خشک ہو گئیں وہ میرے وجود کا حصہ تھا میری محنت کی کمائی تھی اور وہ ٹہنیاں جو خشک ہو گئیں وہ ہاتھ سے جاتی رہیں، وہ اپنی نہ رہیں۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے درخت وجود میں ان شاخوں کا ذکر فرمادیا جو جماعت سے تو وابستہ ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت وجود کی طرف منسوب ہوتی ہیں مگر خشک ہو چکی ہیں ان میں کوئی ترو تازگی نہیں، ان کے ساتھ خدا تعالیٰ کا کیا سلوک ہو گا یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ بعض دفعہ خشک ٹہنیاں بھی ہری ہو جایا کرتی ہیں اور بعض دفعہ ہری نہ ہوں تو جلانے کے کام آتی ہیں اور اسی لئے قرآن کریم نے جہنم میں جلنے والے لوگوں کا ایندھن کے طور پر ذکر فرمایا ہے وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ جہنم میں انسان گویا اس طرح جلیں گے جیسے لکڑیاں جلتی ہیں۔

تو یہ خشک ٹہنیاں وہ ہیں جن کے متعلق دو امکانات ہیں، ایک احتمال ہے اور ایک امکان ہے۔ احتمال یہ ہے کہ یہ خشک رہیں اور اسی حال میں اگلی دنیا کے لئے روانہ ہو جائیں کہ وہ جہنم کا ایندھن بننے کے سوا اور کوئی کسی کام میں استعمال نہیں کی جاسکتیں۔ اور دوسرا جو امکان ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان انتباہات پر غور کرکے، ان کی گہرائی میں اتر کے ہر خشک ٹہنی جس کا ایک زندہ درخت سے تعلق ہے اس زندہ درخت سے مزید تعلق قائم کرکے اپنی رگوں میں صحت مند وہ خون تو نہیں ہوا کرتا مگر خون ہی کی ایک قسم ہے، صحت مند مادہ، صحت مند مائع۔ رفتہ رفتہ خشک ٹہنیاں بھی پھولنے اور پھلنے لگتی ہیں اور یہ ایک عام مضمون ہے جس کا سب دنیا کو علم ہے کہ خشک ٹہنیاں جب تک وابستہ رہیں ان کی زندگی کے امکانات ہوا کرتے ہیں اگر وابستہ نہیں رہیں گی تو پھر کوئی امید بہار نہیں ہوتی۔

اسی کے متعلق کہا گیا ہے "وابستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ" یعنی خزاں میں بھی تو وہ ٹہنیاں جو درخت سے لگی ہوئی ہوتی ہیں ساری کی ساری خشک دکھائی دیتی ہیں یعنی بعض درختوں میں تو ایک بھی سرسبز ٹہنی دکھائی نہیں دیتی ان کو خدا پھر زندہ کرتا ہے نا، اس لئے کہ بہار آجاتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی تو خشک ٹہنیوں کو زندہ کیا۔ فرماتے ہیں "بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں، لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں"۔ تو اس خزاں میں جو بہار آگئی ہے اس بہار سے جو درخت پھوٹتے ہیں ان میں سے بھی پھر بہت سے خزاں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں یعنی چاروں طرف بہار ہی بہار کا منظر ہوتا ہے لیکن بدنصیبی کہ کچھ ٹہنیاں پھر خشک ہونے لگتی ہیں جو خزاں میں سوکھتی ہیں ان کا قصور نہیں مگر جو بہار میں سوکھ جائیں وہ بہت قصوروار ہوا کرتی ہیں۔

خزاں کے سوکھے ہوؤں کو آگ میں ڈالنا تو بسا اوقات بے وقوفی ہوگی کیونکہ زمیندار کو پتہ ہے کہ یہی درخت ہرا بھی ہو سکتا ہے اور اکثر خزاں کو خشک دکھائی دینے والا درخت بہار میں ہرا ہو جایا کرتا ہے تو جو جلد بازی سے کام لے اور اس کو کاٹ کے ایندھن کے طور پر استعمال کرے وہ انتہائی بے وقوفی کر رہا ہو گا اور اپنے آپ کو خود نقصان پہنچا رہا ہو گا اس لئے خزاں کا سوکھا ہوا جہنم میں نہیں ڈالا جاتا۔ لیکن بہار کا سوکھا ہوا اس بات کا سزاوار ہے کہ اسے جہنم میں جھونک دیا جائے سوائے اس کے کہ وابستہ رہے اس امید پر کہ شاید مجھ پر بہار آجائے۔

تو احمدی بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو وابستہ رہتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو اتنے مرجاتے ہیں، ایسے بے روح ہو جاتے ہیں کہ پھر وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا تو اس جماعت میں رہنے کا فائدہ ہی کوئی نہیں۔ بہتر ہے کہ ہم دنیا کے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس جماعت سے کلیۃً تعلق کاٹ لیں پھر جو سرسبزی ان کو دکھائی دیتی ہے وہ محض دھوکہ ہے۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ ایک دنیا کی سرسبزی ہے جو جتنا ان کو بڑھائے گی اتنا ہی بڑا وہ ایندھن بنیں گے۔ یہ مضمون قرآن کریم نے بہت سی اور آیات میں بڑے لطیف انداز میں بیان فرمایا ہے کہ دنیا کی روئیدگی، دنیا کی سرسبزی کوئی بھی فائدہ نہیں دیتی۔ تو دیکھنے میں بعض دفعہ لگتا ہے۔ پس وہ لوگ جو امید بہار رکھتے ہوئے درخت کے ساتھ اپنا تعلق نہیں توڑتے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم پر شاید اللہ کا رحم ہو اور ہم پھر زندہ ہو جائیں، وہ خوش نصیب لوگ ہیں۔ جو تعلق توڑ لیتے ہیں وہ پھر ہمیشہ کے لئے اپنی دنیا اور اپنی عاقبت کو انجام کو اپنے ہاتھوں سے برباد کردیتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام کو غور سے سنو اور جس حد تک ہو سکے اس سے استفادہ کرو۔ "اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے"۔

یہاں چونکہ سرسبز شاخیں مخاطب ہیں اس لئے وہ ابھی تک یہی ردّ عمل دکھاتی ہیں۔ جب بھی ان کو کوئی تحریک کی جائے وہ آگے بڑھ کر اس تحریک پر لبیک کہنے کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں اور ہمیشہ ہر مالی قربانی میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو یاد رکھیں یہاں اوّلین طور پر سرسبز شاخیں مراد ہیں۔ "میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے لیکن میں

اِس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا"۔ یہاں لازمی چندے مراد نہیں ہیں طوعی چندے مراد ہیں جیسا کہ تحریک جدید ہے، جیسا کہ وقف جدید ہے۔

لازمی چندے وہی ہیں جن کو جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں اپنے اوپر بحیثیت جماعت اور افراد پر ذمہ داریاں ڈالتے ہوئے بحیثیت جماعت اختیار کر لیا ہے اس جماعت کے فیصلے میں ساری جماعت داخل ہے۔ پس جو اپنے اوپر خود لازم کر چکے ہیں یہاں وہ بحث نہیں ہو رہی۔ اس میں تمام قسم کی وہ تنظیمات جو فیصلہ کر کے ایک چندے کو اپنے اوپر لازم کر لیتے ہیں وہ بھی شامل ہیں یعنی خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ جتنی بھی جماعتی تنظیمات ہیں ان میں چندوں کے لازم ہونے کی آگے قسمیں بنائی گئی ہیں مرکزی چندہ عام کہلاتا ہے طوعی لازمی چندہ، وصیت کا چندہ ہے۔ پھر اس کے علاوہ خدام الاحمدیہ کا چندہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ وغیرہ۔ ان سب کے چندے، اطفال کے چندے، یہ لازم تو ہیں مگر مل کر جماعت نے خود لازم کئے ہیں۔ جو تحریک جدید کا یا وقف جدید کا چندہ ہے یہ ان معنوں میں لازم نہیں ہے۔ اگر کوئی بنیادی سب چندے ادا کر رہا ہو اور یہ چندے نہ دے تو جماعت کی طرف سے اس پر کوئی حرف نہیں رکھا جاتا۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ جماعت کا حصہ ہے لیکن وہ اولین اور سابقین میں شمار نہیں ہو سکتا۔ جو آگے بڑھنے والے، سبقت لے جانے والے ہیں ان میں تو شمار نہیں ہو گا مگر جماعتی نظام کے لحاظ سے عہدے ہر قسم کے اس کو ملیں گے ووٹ دینے کا حق ہو گا نظام جماعت کی دوسری دلچسپیوں میں پوری طرح حصہ لینے کا حق ہو گا ان حقوق سے اُسے نہیں روکا جا سکتا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو جانتے تھے کہ ان سب لازمی چندوں کے علاوہ بھی اگر زائد طور پر میں کچھ طلب کروں تو یہی وہ لوگ ہیں جو اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہیں گے اس لئے فرما رہے ہیں کہ میں تم پر فرض نہیں کرتا۔ اب تم اپنے حالات دیکھو اور ہر ایک کے حالات مختلف ہیں اپنی توفیق کا جائزہ لو اور اس کے مطابق جتنا دل چاہتا ہے خدا کی راہ میں بڑھ بڑھ کر خرچ کرو۔ یہ اب ایسی نیکی ہے جس کا فیصلہ تم نے خود کرنا ہے اور بعینہٖ یہی طریق تحریک جدید میں اور وقف جدید میں جاری ہے۔ پہلے ایک سلسلہ شروع ہو گیا تھا جس کو کہتے تھے بارہ روپے کم سے کم ضرور دو، چھ روپے ضرور دو۔ میں نے اس سارے سلسلے کو ختم کر دیا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان فیصلوں کی روشنی میں کھلی چھٹی دینا زیادہ بابرکت ہے، اور جب میں نے منع کیا تھا تحریک جدید وغیرہ کو کہ اب تم نے لازماً یہ نہیں کہنا کہ چھ سے کم نہیں لینا، چھ ضرور دو یا بارہ ضرور دو یا پچاس ضرور دو بلکہ کھلا چھوڑ دو تو مجھے بعض احتجاجی خطوط ملے ان تنظیموں کی طرف سے کہ اس طرح تو ہمارے چندے کم ہو جائیں گے۔ میں نے کہا کم نہیں ہونگے، بہت بڑھ جائیں گے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اپنی جماعت پر ایک حسن ظن کی توقع رکھ رہے ہیں یہ ہو نہیں سکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہوں اور پھل دینے میں کنجوسی دکھائیں۔ وہ ایک دوسرے سے بڑھ کر پھل دیں گی اور بعینہٖ یہی ہوا ہے۔

پچھلی تاریخ جو تحریک جدید کے چندوں کی آپ کے سامنے پیش کی جائے اس پر غور کر کے یہ موازنہ کر کے دیکھیں آپ حیران رہ جائیں گے اس فیصلے کے بعد ہر اگلا سال پہلے سے زیادہ اموال لے کر جماعت کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ لوگوں نے پہلے سے بڑھ بڑھ کر اموال جماعت پر نچھاور کئے ہیں یہاں تک کہ بعض جگہ مجھے روکنا پڑا کیونکہ میں جانتا تھا کہ وہ اس دوڑ میں اپنی طاقت سے بھی کچھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ ایک دوڑ تو وہ ہے اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ تمہیں دنیا کے اموال کی کثرت حاصل کرنے نے غافل کر دیا اپنے مآل سے، اپنے انجام سے غافل کر دیا ہے۔

ایک وہ دوڑ ہے جس میں اپنے مال خرچ کرنے کی دوڑ ہے اور جس طرح دوڑوں میں بعض دفعہ یہ ہوا کرتا ہے کہ آگے بڑھنے کے شوق میں لوگ طاقت سے بھی بڑھ جاتے ہیں اس کا پھر بُرا اثر ان کے دلوں پر پڑتا ہے، ان کے عضلات پر پڑتا ہے فوراً ظاہر نہ بھی ہو تو بعد میں ظاہر ہو جاتا ہے تو بعض دفعہ روکنا پڑتا ہے اور میرا یہی تجربہ ہے کہ بہت جگہ میرے روکنے پر لوگ رکے ہیں ورنہ اس سے پہلے بے دریغ خرچ کر کے ایک دوسرے سے خرچ کرنے کا اچھا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ جب یہ تاکید میں نے کی ہے تو امریکہ کے تحریک جدید کے چندوں پر وقتی طور پر برا اثر پڑا لیکن در حقیقت وہ برا اثر نہیں ہے کیونکہ میں نے ان سے کہا تھا کہ طوعی چندوں میں اتنا نہ زیادہ خرچ کریں کہ آپ کے روزمرہ کے چندوں پر بھی اس کا اثر پڑنا شروع ہو جائے اور آپ کی تجارتوں پر اس کا ایسا اثر پڑے کہ پھر آئندہ نسبتاً کم کمائیں اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے کم ہاتھ میں پائیں۔

یہ جب سمجھایا گیا تو بہت سے لوگ جو بے حد خرچ کر رہے تھے انہوں نے نسبتاً توازن اختیار کیا اور اپنے ہاتھ کچھ روکے لیکن میرے جائزے کے مطابق ان کے عمومی چندوں میں کمی نہیں آئی لیکن اس تنبیہہ کے بعد تحریک جدید کے چندے میں کمی آئی ہے اور امریکہ جیسی جماعت جو بہت آگے تھی انہوں نے محسوس کیا، امیر صاحب کا دردِ دل کا اظہار مجھے پہنچا ہے کہ ہم اس بارے میں مجبور ہیں آپ کی جو ہدایتیں تھیں ان پر عمل کیا ہے اور اب اس میں کچھ کمی دکھائی دے رہی ہے، شرمندگی ہے۔ ان کو میں نے تسلی دلائی اور اب بھی میں تسلی دلا رہا ہوں کہ ہرگز شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ میری ہدایات کے نتیجے میں اگر وقتی طور پر چندوں میں کمی بھی آئے تو یاد رکھیں اس کے بعد وہ بہت بڑی بڑی برکتوں پر منتج ہو گی۔ ہمیشہ سے میرا یہی تجربہ ہے وقتی طور پر کچھ کمی محسوس ہو بھی تو آئندہ اللہ کے فضل سے وہ کمی بہت زیادہ اضافوں میں تبدیل ہو جایا کرتی ہے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ معاملہ یوں بیان فرمایا۔ "معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا"۔ کر سکتا کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کر نہیں سکتے تھے۔ مطلب تھا کروں گا تو تمہیں مشکل پڑ جائے گی اس لئے نہیں کر سکتا، یہ مجبوری ہے۔ "تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔ میرا دوست کون ہے اور میرا عزیز کون ہے"۔ اے میرے عزیزو! اے میرے پیارو" اسی طرف اشارہ ہے۔ میرا دوست کون ہے اور میرا عزیز کون ہے وہی جو مجھے پہچانتا ہے"۔ اب اس میں بہت گہری حکمت کا راز کھول دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت اور دین حق کی راہ میں خرچ کرنا اس بات کو لازم کر دیتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہچانیں تو سہی۔ اگر کوئی شخص پہچان جائے کہ یہ ایک اتنی عظیم نعمت ہے جس کی تیرہ صدیاں انتظار کر رہی تھیں اب ہمیں نصیب ہوئی ہے ہم کیوں اس پیارے وقت کو ہاتھ سے ضائع ہونے دیں تو وہ تو ہمہ وقت اسی سوچ میں رہتے ہیں کہ کسی طرح اس وجود سے اور گہرا تعلق رکھیں اور جو تعلق رکھتا ہے وہی "میرے عزیزو، میرے پیارو" کی ذیل میں آیا ہے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "جو مجھے پہچانتا ہے مجھے کون پہچانتا ہے صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں اور مجھے اسی طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں"۔ اللہ کی طرف سے آئے ہوئے ہوں۔ ان کو جو جانتے ہیں کہ اللہ نے بھیجا ہے ان کی بہت آؤ بھگت کرتے ہیں۔ دنیا کے بھیجے ہوؤں کی بھی لوگ کرتے ہیں مگر جو یہ جان لے کہ اللہ کی طرف سے ایک نمائندہ بن کے آیا ہے کس طرح وہ اس پر اپنی جان اور اپنے اموال نچھاور کریں گے یہ تصور بھیجے ہوئے کے ساتھ بندھا ہوا تصور ہے۔ جتنا زیادہ یقین ہو کہ اس وجود کو اللہ نے بھیجا ہے اور ہماری خاطر بھیجا ہے اتنا ہی زیادہ اس سے محبت بڑھے گی اور اتنا ہی اس کے کہنے پر خرچ کی استطاعت بڑھے گی۔

اور پھر ساتھ یہ بھی فرمایا "دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں مگر جن کی فطرت کو اس عالَم کا حصہ دیا گیا ہے"۔ یعنی اخروی دنیا کا۔ "وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے"۔ یہ سلسلہ وہ ہے جو جاری رہے گا۔ "جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں"۔ یہاں درخت وجود کی شاخوں کی تمام تفصیلات بیان ہو گئی ہیں۔ پیوند کر کے جڑ جانا، جو خون اس کی رگوں میں دوڑ رہا ہے وہ آپ کی رگوں میں دوڑنے لگے اس کو کہتے ہیں پیوند۔ پھر فرمایا "میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے وہ ضرور اس روشنی سے حصہ لے گا"۔ میں نور ہوں، نور لے کر آیا ہوں۔ ایک چراغ میرے ہاتھوں میں روشن ہے [illegible] اٹھائے ہوئے ہوں جو بھی آئے گا لازماً وہ اس روشنی سے حصہ لے گا۔

اب حصہ دینے کا ارادہ ہو یا نہ ہو جس نے چراغ تھاما ہوا ہو جو بھی اس کے پاس آئے گا اس سے استفادہ کرے گا۔ یہ ایک ایسی طبعی بات ہے جس کو ہٹایا جا ہی نہیں سکتا یہ ہو کر رہے گی۔ پس فرمایا میں صاحب چراغ ہوں جو بھی میرے پاس آئے گا اسے ضرور روشنی ملے گی، اسے ضرور فائدہ پہنچے گا۔ "مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا"۔ اب دور بھاگتا ہے کا مضمون اچھی طرح سمجھ لیں تو پھر میں اقتباس کو ختم کرتا ہوں۔ یہ مراد نہیں ہے کہ چراغ کے گرد نہیں رہ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد لالہ ملاوامل بھی تو بستے تھے اور بڑے بڑے دشمن بھی بستے تھے لیکن وہ چراغ کے پاس رہتے ہوئے بھی روشنی سے حصہ نہیں لے رہے تھے۔ دور بھاگنا جسمانی طور پر دور بھاگنا نہیں، وہ بھی اس دور ہونے کا ایک نتیجہ ضرور ہے۔

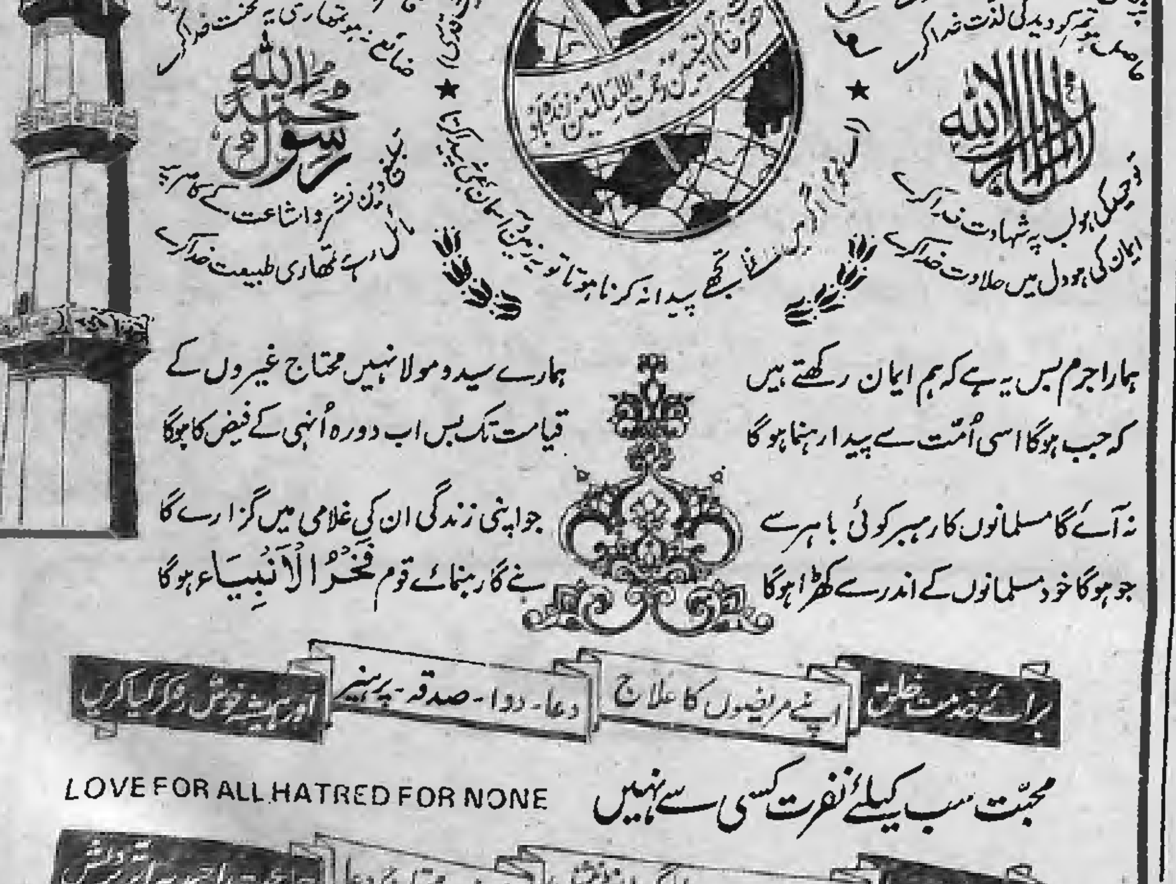

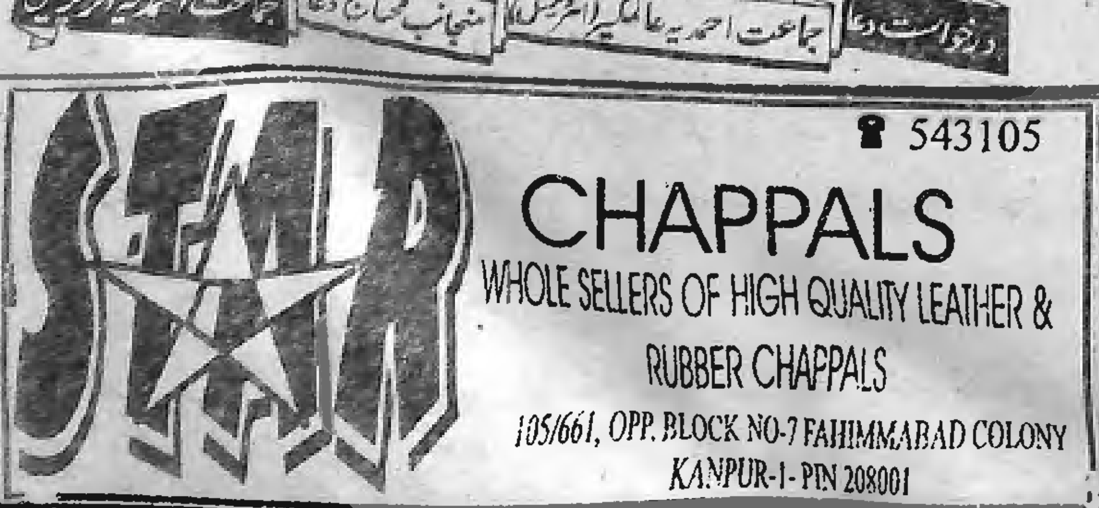

بعض لوگ جسمانی طور پر بھی دور بھاگ جاتے ہیں مگر یہاں مراد یہ ہے کہ چراغ کی روشنی دیکھنے سے جس حد تک کوئی محروم ہوتا چلا جائے اس کو بصیرت ہی نصیب نہ ہو، اس کو بینائی ہی نہ ملے وہ اسی حد تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دور ہٹتا چلا جائے گا اور وہ اس چراغ کی روشنی کے بظاہر اس کے قریب رہنے کے پھر بھی حصہ نہیں پائے گا۔ پس فرمایا "جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے۔ اب دور بھاگنے کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ایک بدگمانی بھی ہوا کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بے انتہا نشانات دکھائے گئے لیکن بعض نشانات میں بعض دفعہ ایک ایسا ابہام کا پہلو ہوا کرتا تھا کہ جن کے دلوں میں مرض ہوتا تھا وہ تو بدگمانی میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ جن کے دل صدق اور یقین پر قائم ہوا کرتے تھے، جنہوں نے اس نور کو خود دیکھا ہوا ہو وہ سایوں سے دور نہیں بھاگتے۔ نور کے سائے بھی ہوا کرتے ہیں یعنی کچھ ایسے امور ہوتے ہیں جو بیچ میں اس طرح کھڑے ہو جاتے ہیں کہ اس نور کی روشنی بظاہر ایک جگہ نہیں پڑ رہی اور ایک سایہ ساد کھائی دیتا ہے۔ پس جو ہمیشہ نور کو دیکھتے رہیں وہ سایوں کی وجہ سے نور سے کیسے بھاگ سکتے ہیں۔

بدظنی کرنے والے وہ لوگ ہیں جو بعض امور میں سایہ دیکھیں تو نور ہی کو چھوڑ دیں اور اس سے پیچھے ہٹ کر دور بھاگ جائیں وہ لوگ ہیں جو پھر ہمیشہ ظلمت میں ڈال دئے جائیں گے۔ یہ آخری تنبیہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے۔ "جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا"۔ پھر ایسی ظلمت سے نکلنا اس کے بس میں نہیں۔

چونکہ اب وقت تھوڑا ہے اور اگر میں اقتباسات کو پڑھتا ہوں تو تحریک جدید کی جو رپورٹ پیش کرنی ہے وہ رپورٹ شاید پوری پیش نہ ہو سکے اس لئے بہتر ہے کہ اب میں رپورٹ پڑھنی شروع کر دوں۔ ایک اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخر پر میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ ایک اقتباس الحکم جلد ۷ نمبر ۲۵ صفحہ ۸ پر درج ہے وہ میں آپ کے سامنے ضرور رکھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا "پس میں تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں"۔ اس زمانے میں حاضر کو تاکید تو ممکن تھی غائب کو تاکید کیسے ہوئی۔ وہ غائب تک بات پہنچاتے ہونگے تو پہنچتی ہوگی۔ مگر یہ زمانہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ آگیا ہے کہ ہر حاضر بھی میرے مخاطب ہے اور ہر غائب جو میری نظروں سے تو غائب ہے مگر دور بیٹھے مجھے دیکھ رہا ہے، مجھے سن رہا ہے میں اس سے غائب نہیں ہوں۔ تو وہ غائب جو میری باتیں سن رہا ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے ان باتوں کو بیان کرتے ہوئے وہ سب مخاطب ہیں۔

فرمایا" **میں تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتاہوں کہ اپنے بھائیوں کو چندے سے باخبر کرو"۔ یہ ایک عظیم تحریک ہے جسے ہمیں ہمیشہ جاری کرنا چاہئے جس کے متعلق ہم بسااوقات غفلت کر جاتے ہیں ۔ لوگ خود چندہ دے دیتے ہیں اور چندوں سے آگاہ کرنے کا کام سیکرٹری مال یا سیکرٹری تحریک جدید وغیرہ پہ چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ایک روز مرہ کی عادت بنانی چاہئے ۔ اپنی بیوی بچوں کو ہی نہیں بلکہ اپنے دوستوں وغیرہ کو بتاتے رہا کریں کہ دیکھو یہ تحریک چلی ہے کیا تم شامل ہو۔** اور اپنے تجربات سے استفادہ کرتے ہوئے ان کو سکھایا کریں کہ ہمارا بھی تو ایک یہ حال تھا ہم کسی وقت میں چندوں کے معاملے میں کنجوس ہوتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمارے دن پھیر دئے ہیں اور اب ہم پر سچائی کا روشن سورج طلوع ہو چکا ہے۔ اب ہم نے دیکھا ہے کہ ہم جو خرچ کرتے ہیں اللہ بڑھا چڑھا کر ہمیں دیتا ہے۔ ہمارے اموال میں برکت ڈالتا ہے ہماری مصیبتیں دور فرماتا ہے۔ ہمارے کئی قسم کے دکھ جن میں مبتلا ہو سکتے تھے ابتلاء سے پہلے ہی دور فرما دیتا ہے۔

تو چندوں کی برکت سے اس طرح آگاہ کرنا جیسے عموماً سیکرٹری مال آگاہ نہیں کیا کرتے۔ وہ تو صرف یہ بتاتے ہیں کہ آپ کا رجسٹر میں نام نہیں لکھا ہوا مگر صاحب تجربہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت کو پلے باندھ لیں۔ "اپنے بھائیوں کو چندے سے باخبر کرو۔ ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندے میں شامل کرو"۔ یہ ساری جماعت کا کام ہے۔ "یہ موقع ہاتھ آنے کا نہیں"۔ آئندہ ہاتھ سے چلا جائے گا۔ "کیسا یہ زمانہ برکت کا ہے کہ کسی سے جانیں نہیں مانگی جاتیں اور یہ زمانہ جانوں کے دینے کا نہیں بلکہ فقط مالوں کے بقدر استطاعت خرچ کرنے کا ہے"۔

یہ جو آخری اقتباس کا حصہ ہے یہ بھی کچھ وضاحت طلب ہے۔ میں نے کہا تھا کہ اس آیت کریمہ میں پہلے مالوں کا ذکر ہے تو مال تو مانگے جا رہے ہیں مگر بعد میں اَنفُس کا بھی ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں فرما رہے ہیں کہ اَنفُس نہیں مانگے جا رہے۔ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسرے اقتباسات میں یہ وضاحت فرمادی ہے کہ مال خرچ کرو اور مال صرف وہی نہیں جو تمہارا صندوقوں میں بند ہو یا بینکوں میں جمع ہو۔ مال کے وسیع تر مضمون میں تمہاری جان، تمہاری صلاحیتیں، دماغی ہوں یا روحانی قلبی ہوں وہ ساری مراد ہیں۔ لیکن جو فرما رہے ہیں جانیں نہیں مانگی جا رہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی زمانے میں جب کہ واضح طور پر جانوں کے جہاد کے لئے بلایا جاتا تھا اس سے فرق ہے۔ اب جانیں قربان تو کرتے ہو مگر اس لئے نہیں کہ تم جانی جہاد کی طرف بلائے جا رہے ہو۔

دنیا کے کسی بھی ملک میں جماعت احمدیہ کو یہ ہدایت نہیں دی جا رہی کہ تلواریں اٹھاؤ اور لڑنا شروع کر دو۔ اگر اس راہ میں اس طرح قربان ہوتے تو اس کو اَنفُس کی وہ قربانی کہتے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش نظر ہے۔ مگر دینی جہاد کر رہے ہوں جہاں تلوار نہیں اٹھا رہے لیکن جانیں پھر بھی جاری ہیں ان کی نفی مراد نہیں ہے۔ ایسی اطلاعیں تو آئے دن ملتی رہتی ہیں کہ احمدیوں کی جانیں ان سے چھین لی گئیں بظاہر، اور دراصل تو وہ خدا کے سپرد ہوئیں، مگر دشمن نے بظاہر ان سے چھین لیں۔ یہ جانیں اس لئے نہیں چھینی گئیں کہ انہوں نے تلوار کا جہاد کیا تھا۔ اس لئے چھینی گئیں کہ خدا کی راہ میں وہ اپنے مال اور اپنی ساری صلاحیتیں خرچ کر رہے تھے اور موت سے زندگی کی طرف بلا رہے تھے۔ اس کا بدلہ ظالم نے یہ دیا کہ ان کو بظاہر موت کی طرف بلایا لیکن فی الحقیقت سوائے اس کے کامیاب نہیں ہو سکا کہ ان کو ہمیشہ کے لئے زندہ کر گیا۔

تو یہ کچھ اشتباہات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات پر پورا غور نہ کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ میں اپنی طرف سے تو ایک چھوٹی سی عبارت پڑھتا ہوں مگر جب ان اشتباہات کو دور کرنے کی طرف توجہ کرتا ہوں تو وقت زیادہ لگ جاتا ہے۔ تو اب صرف اتنا سا وقت رہ گیا ہے کہ جو رپورٹ شعبہ مال نے بڑی محنت سے تیار کی ہے اس کا خلاصہ میں آپ کے سامنے پیش کر دوں۔ جو بنیادی کہنے والی باتیں تھیں وہ یہی ہیں جو میں نے کہہ دی ہیں اب جماعتوں کا شوق بھی ہوتا ہے کہ ہمارا ذکر آئے اور اس ذکر کے نتیجے میں دعا ہو اس لئے میں اب مختصر ان کا ذکر کرتا ہوں۔

پہلے تاریخ۔ تحریک جدید کا آغاز ۱۹۳۴ء میں ہوا۔ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۹۸ء کو پورے چونسٹھ سال گزر چکے ہوئے ہیں۔ اس تحریک میں بعد میں دفاتر کے اضافے ہوتے رہے ہیں۔ دفاتر سے مراد یہ ہے کہ ایک رجسٹر ان لوگوں کا تیار ہو گیا جنہوں نے شروع میں حصہ لیا پھر وہ رجسٹر بند ہو گیا۔ اور ضرورت ہوئی کہ ایک اور دفتر قائم کیا جائے جو نئے آنے والوں کے رجسٹر کا حساب رکھے تو اس طرح تحریک جدید کے کام بانٹے گئے۔ مختلف دفاتر قائم ہوئے یعنی ایک دفتر کے اندر ہی جنہوں نے اپنا اپنا نئی پود کا حساب سنبھال لیا تو اس پہلو سے دفاتر بہت ہیں جن کا اضافہ ہوا اور اب پانچویں دفتر کے اضافے کا وقت قریب آ رہا ہے۔

آج میں تحریک جدید کے جس نئے سال کا اعلان کر رہا ہوں، یہ مختصر تاریخ میں نے آپ کو بتادی ہے اس کی، اس رپورٹ کی وصولی کے وقت بیاسی ممالک کی رپورٹیں مل چکی تھیں۔ ایک سو پچاس سے زائد ممالک ہیں جہاں جماعت قائم ہو چکی ہے ان میں سے بیاسی ممالک کی رپورٹیں ملنا بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتیں بڑی سنجیدگی سے قائم ہو رہی ہیں۔ جہاں چھوٹی چھوٹی جماعتیں یا نئی جماعتیں ہیں اور بڑی ہیں وہاں تک پہنچنے میں ہم سے ابھی غفلت ہے، ابھی ہماری طرف سے پوری طرح ان کے ہاں نظام کو رائج نہیں کیا گیا۔ اور ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ نظام تو رائج کیا گیا مگر مرکزی بنیادی نظام اور ابھی طوعی چندوں کی طرف ان کو واضح طور پر نہیں بلایا جا رہا کیونکہ اس سے خطرہ پیدا ہو سکتا تھا کہ ان کو شروع میں جو استطاعت ہے اس سے زیادہ بوجھ ڈال دیا جائے۔ پس یہ وجہ ہے کہ اگرچہ ممالک زیادہ ہیں مگر تحریک جدید کے نظام میں نسبتاً کم ممالک شامل ہیں اور وہ بھی بڑی تعداد ہے۔

بیاسی ممالک کی رپورٹیں مل چکی ہیں۔ ان رپورٹوں کی رو سے وصولی سولہ لاکھ چھیاسی ہزار پاؤنڈ ہوتی ہے، تحریک جدید کی وصولی۔ جو اس زمانے میں جو آپ کہا کرتے تھے کہ کم سے کم اتنا فرض ہے، اس کا عشر عشیر بھی وصولی نہیں ہوئی تھی سواں حصہ شاید ہزارواں حصہ بھی وصولی نہ ہو۔ ۱۶،۸۶،۰۰۰ پاؤنڈ وصول ہوئے ہیں جو گزشتہ سال سے پینسٹھ ہزار پاؤنڈ زائد ہیں۔ اب گزشتہ سال سے زائد ہیں باوجود اس کے کہ امریکہ کے متعلق میں بیان کر چکا ہوں کہ وہاں کافی کمی آئی ہے۔ اسی طرح پاکستان کی جو کرنسی کی حالت ہے آپ کو علم ہی ہے انڈونیشیا کی کرنسی کی جو حالت ہے وہ آپ جانتے ہیں تو اس طرح بہت سے ممالک ہیں جن پر کرنسی کی خرابی کی وجہ سے اگرچہ چندے ان کے کم نہیں ہوئے مگر جب پاؤنڈوں میں ان کو ڈھالا گیا تو کمی دکھائی دی ہے۔ اس لئے ان باتوں کے باوجود خدا تعالیٰ نے جب اتنی بڑی عظمت عطا فرمائی ہے تو یہ اللہ کا خاص احسان ہے جس کا جتنا بھی ہم شکر ادا کریں کم ہو گا۔

اس سال جرمنی کی جماعت کو مبارک ہو کہ وہ اول نمبر پر آئی ہے باوجود اس کے کہ امیر صاحب مجھے ڈراتے رہے سارا سال کہ یہاں بھی حالات میں ابتری پیدا ہو رہی ہے۔ بہت سے مہاجر واپس بھیج دئے گئے، چندوں میں کمی آگئی ہے۔ مگر **اللہ کے فضل سے تحریک جدید کے چندے میں سب دنیا سے اس دفعہ جرمنی کی جماعت آگے بڑھ گئی ہے** ۔ اس سے پہلے امریکہ اوّل نمبر پر ہوا کرتا تھا اب جرمنی کو توفیق ملی ہے اور ان کی جو وصولی ہے وہ گزشتہ سال سے معمولی زیادہ نہیں، گزشتہ سال سے انہوں نے اس سال ایک لاکھ پینتیس ہزار پاؤنڈ زیادہ دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے بہت محنت سے دوڑ میں حصہ لیا ہے۔

زکوٰۃ

☆ - زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے۔
☆ - ہر صاحب نصاب مسلمان مرد اور عورت پر زکوٰۃ کی ادیگی فرض ہے۔
☆ - زکوٰۃ مومنوں کے اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔
☆ - ادائیگی زکوٰۃ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی محبت حاصل ہوتی ہے۔
☆ - یہ صرف روحانی بیماریوں ہی کا علاج نہیں بلکہ ظاہری تکالیف اور مصائب و آلام سے بھی نجات پانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔
☆ - کوئی بھی دوسرا چندہ زکوٰۃ کے قائم مقام متصور نہیں ہو سکتا۔
☆ - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کی رو سے "زکوٰۃ" کی تمام رقوم مرکز میں آنی چاہئے۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

ایک خاص جماعت جو قابل ذکر ہے وہ برما کی جماعت ہے، حیرت انگیز ہے۔ بظاہر ایک چھوٹی سی جماعت ہے اور اتنے زیادہ بظاہر توان کی مالی حالت بھی اتنی اچھی دکھائی نہیں دیتی، برما کے حالات آپ لوگ جانتے ہیں مگر تحریک جدید کی طرف انہوں نے اس دفعہ بہت زور مارا ہے۔ پچھلے سال کے مقابل پر تین گنا زیادہ انہوں نے چندہ وصول کیا ہے۔ اور چھوٹی سی جماعت ہونے کے باوجود پینتالیس ہزار پاؤنڈ تحریک جدید کا چندہ ادا کیا ہے۔ جس کے نتیجے میں جو ٹیبلز (Tables) ہیں وہ بدل گئے ہیں۔ اور اچانک برما کا نام وہاں آگیا ہے جہاں کبھی کسی شمار میں وہ تھا ہی نہیں۔ اول جرمنی، دوم پاکستان، تین امریکہ اور برطانیہ "زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد" اس نے اپنی چوتھی پوزیشن کو نہیں چھوڑنا ہاتھ سے۔ اس دفعہ بھی اسی کا جھنڈا اٹھایا ہوا ہے۔ چوتھی پوزیشن نہیں ہاتھ سے جانے دیتے۔ پانچویں پہ کینیڈا اور چھٹی پر برما۔ کہاں جس کا نہ تین میں شمار تھا نہ تیرہ میں وہ چھٹی پوزیشن میں آگیا ہے اور انڈونیشیا ساتویں پر چلا گیا ہے۔

ہندوستان برما کے مقابل پر اندازہ کریں کتنی بڑی جماعت ہے۔ ہندوستان آٹھویں نمبر پر ہے۔ اب کرنسی کی قیمت کم ہونا بھی ان کے لئے کوئی جواز نہیں رکھتا۔ برما کی جماعت سے مار کھا جانا یہ تو حد ہی ہو گئی۔ زندہ باد برما اور زندہ باد ہندوستان آئندہ کے لئے۔ سوئٹزرلینڈ نویں پوزیشن پہ جا چکا ہے اور دسویں پہ بلجیم اور جاپان ہیں۔ بلجیم نے بھی ماشاء اللہ بہت ترقی کی ہے۔ چھوٹی سی جماعت ہونے کے باوجود اب وہ جاپان کے ساتھ برابر ہو گئی ہے۔ پس اس مختصر ذکر کے ساتھ اور اس آخری ذکر کے ساتھ کہ پاکستان میں جو نمایاں طور پر پہلی جماعتیں ہیں جو اول آئی ہیں اسی ترتیب سے جس ترتیب سے میں نام پڑھ رہا ہوں۔ لاہور اول، ربوہ دوئم، کراچی سوئم، اسلام آباد چہارم، راولپنڈی پنجم اور باقی بہت سی جماعتیں ہیں جنہوں نے تھوڑے چھوٹے کام کئے ہیں ان سب کے لئے دعا کی تحریک کے طور پر انہوں نے لکھا ہے اس میں گوجرانوالہ، سرگودھا، جھنگ، گوجر خان، حافظ آباد، فیصل آباد، خوشاب، حیدر آباد، میرپور، کنری، یہ ترتیب نہیں بلکہ ایسی بہت سی جماعتیں ہیں جن کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ پہلے کی نسبت زیادہ توجہ دی ہے۔ اس لئے دعا کے مستحق ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں خطبے کے اختتام کا اور نئے سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ یہ سال ہمارے لئے ہر پہلو سے بہت مبارک کرے اور اس دلچسپ دوڑ میں ہم ہمیشہ ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے ہوئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور ایک دوسرے کو نیکیوں میں پیچھے چھوڑنے کی کوشش کرتے رہیں۔

منقولات

ابوالاثر حفیظ جالندھریؒ کا پاکستانی احمدی جنرل نذیر کے نام خط
"مجھے اس ملک میں آئندہ اذان کے بارے میں اندیشے ہیں"

ابوالاثر حفیظ جالندھری کا (احمدی) جنرل نذیر کے نام ایک غیر مطبوعہ مکتوب جو ۲۷ مئی ۱۹۴۹ کو لکھا گیا ہفت روزہ لاہور ۱۳۱ اکتوبر ۹۸ء کے حوالہ سے پیش ہے

(ادارہ)

ذاتی

راولپنڈی 27-5-49

میرے محترم اور پاکستان میں سب سے زیادہ محبوب سپاہی جنرل نذیر! سلام محبت قبول فرمایئے (السلام علیکم)

کہوٹہ کی ملاقات کے بعد میں برابر نیشنل ایتھم کی Harmony کی فکر میں مصروف تھا کہ مدت کی تھکان اور دماغی کوفت کے سبب اس حالت کو پہنچ گیا کہ آج پانچ دن سے COBINED MILITARY HOSPITAL RAWALPINDI میں بستر پر لیٹا ہوا ہوں اور میں یہ خط نہ لکھتا مگر ایک وجہ سے اور وہ یہ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد سے جس طرح آپ اور چند دوسرے فرزندان اسلام اپنے جان و دل اور ایمان کے ساتھ اس "کفرستان" میں اسلام اور اذان کی بقاء کے لئے کوشاں ہیں اسی طرح میں ناچیز شاعر بھی اپنی بساط کے مطابق مصروف کار رہا ہوں۔ معلوم نہیں خدا کی مرضی کیا ھے میں نے تاریخ کا بغور مطالعہ کیا ھے اور یہی وجہ ھے کہ مجھے اسلام کے بارے میں نہیں بلکہ اس ملک میں آئندہ اذان کے بارے میں اندیشے ہیں۔ بہر حال اس بستر پر لیٹے ہوئے مجھے بار بار آپ کا خیال آتا ہے۔ آپ ایک سپاہی ہیں۔ جرنیل ہیں اور ایک مجاہد ہیں۔ اور میں ایک شاعر ہوں۔ محض شاعر۔ لیکن میرا بھی ایک حصہ تھا جو میں ادا کرتا رہا۔ اکیس برس سے اب تک اسی دھن میں رہا اب جسم ساتھ نہیں دے رہا۔ روح جسم کو گھسیٹتی ہے جسم روح پر ایک بوجھ ہے تاہم ارادہ تھا کہ اس بوجھ کو اٹھائے لئے چلا جاؤں آج روح بھی اور جسم بھی دونوں مضمحل بستر میں ہیں معلوم نہیں یہ بستر کیا ثابت ہو یہ خط اس لئے لکھ رہا ہوں کہ۔

اس تمام جم غفیر میں جو پاکستان میں مسلمان ہونے کا دعویدار ہے خدا جانے کیوں میری نظر بار بار آپ کی ذات پر پڑتی ہے میں آپ کو اور صرف آپ کو پاکستان کی آئندہ بقاء کے لئے کیوں ذمہ دار سمجھتا ہوں یہ مجھے معلوم نہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ مجھے آپ سے بہت زیادہ قریب رہنے کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ لیکن آپ کی پیشانی سے میرے قلب میں چند نقوش پیدا ہوئے ہیں اور میں بطور ایک "آخری اسلامی شاعر" کے آپ کو پکار رہا ہوں۔ اس بستر پر لیٹا ہوا اپنے لئے نہیں کسی اور کی ذات کے لئے نہیں اس ملک میں ان معصوم بچے، بچیوں، ماؤں بہنوں کے لئے کروڑہا بیوقوف، بیدرد، گمراہ کردہ مخلوق کی بقاء کی ذمہ داری آج سوائے مجاہدین اور سوائے غازیان اسلام کسی پر عائد نہیں ہوتی اور ان سب کے سر کردہ میری نظر میں آپ ہیں۔ اگر میں اس بستر سے اٹھ گیا۔ اور ابھی میعاد مصیبت باقی ہے تو پھر وہی دھن اور وہی کام ہے۔ لیکن ایک شاعر کیا کر سکتا ہے۔ اس حالت میں مجھے آپ کے تعاون اور ہمدردی کی تمنائیں ہیں تاکہ میں بھی اس راستہ پر چلتا رہوں۔ جس پر آپ ہیں۔ اور اگر میرا وقت آگیا ہے تو میں آپ کو گواہ کرتا ہوں۔ کہ میں اگرچہ مجاہد نہ تھا لیکن مجاہدوں کا رجز خواں، جہاد کا مبلغ اور شاید اپنی قسم کا آخری آدمی تھا۔ مجھے موجودہ اخبار نویسوں، مدبروں، شاعروں اور ارباب اقتدار کو جاننے کا بہت موقع مل چکا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ۔ میں ان سے بے زار ہوں لیکن میں نہیں سمجھتا کہ ان کو آنے والے دنوں کی کچھ خبر ہے۔ ہاں صرف میرا سلام ان تک پہنچا دینا۔ (میری موت کے بعد) آپ کا فرض ہوگا جو جہاد کے راستہ پر ہیں۔ جو اس کے مبلغ ہیں جو اذان کو قائم رکھنے کے لئے کوشاں ہیں۔

افسوس میں شاہنامہ اسلام مکمل نہ کر سکا۔ لیکن یہ چار جلدیں بھی کافی ہیں۔ میری موت کے بعد اگر خداوند کریم آپ کے دست بازو کو اس قابل کرے کہ آپ دشمنان اسلام کے دانت کھٹے کر سکیں اور آپ کو اتنا اقتدار ہو کہ فوج کو تعلیم دے سکیں تو "شاہنامہ اسلام" کی چار جلدیں اس قابل ہیں کہ فوجیوں کے دلوں کو گرما سکیں۔

لوگ میری زندگی میں بہت کم سمجھے۔ وہ فلسفے وغیرہ اور اسرار و رموز کی باتوں میں پھنسے رہے۔ سادہ تعلیم نبوت کو انہوں نے اپنی رنگین زندگی کے مطابق نہ پایا۔ خیر یہ خط ایک پیام محبت ہے۔ بستر علالت سے وہ محبت جو آپ کے لئے میرے قلب میں موجزن ہے۔ صرف آپ کے لئے۔

آپ کا اس زندگی میں بھی اور اس زندگی میں بھی دعاگو

ابوالاثر حفیظ جالندھری

ارشاد نبوی ﷺ
خَیرُ الزَّادِ التَّقوٰی
سب سے بہتر زاد راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹو لین کلکتہ 700001
دکان 1652-248, 5222-248
رہائش 0794-243 0471-27

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves,
Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209, 2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
SHOWROOM: 27-2185, 26-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 26-2096, 26-4696, 27-8749 FAX: ++91-33-26-9893

اَلَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ

حضرت مولوی امام الدین صاحب رضؓ

حضرت مولوی امام الدین صاحب رضی اللہ عنہ آف گولیکی ضلع گجرات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ آپؓ کا ایک مضمون اخبار الحکم قادیان ۲۱/اگست ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا جو آپ نے ذکر حبیب کی ایک مجلس میں پڑھ کر سنایا تھا۔ اس میں آپؓ کے مختصر ذاتی خاندانی حالات کے علاوہ ان واقعات کا بھی ذکر ہے جن سے آپ کو احمدیت کی طرف توجہ ہوئی۔ اس میں تصوف اور صوفیوں کا بھی مختصر حال بیان ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض معجزات اور فیوضات کا بھی ایمان افروز تذکرہ ہے۔ یہ نہایت دلچسپ اور لطیف مضمون اخبار مذکور کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں ہدیۂ قارئین ہے۔ (مدیر)

☆……☆……☆

میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں اور الحمد للہ رب العالمین پڑھتا ہوں جس نے میری تربیت اسی صفت کے ماتحت فرمائی۔……اور میری فطرت طالب المولیٰ ہونے میں اپنے جد اعلیٰ حضرت دیوان حاجی عبداللہ بغدادی رضی اللہ عنہ اور جد امجد الحاج اکرام الدین المدفون فی جنۃ البقیع کے مشابہ بنائی۔

علاوہ بر آں علوم مروجہ عربی فارسی عقلی نقلی پر اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ کی وساطت سے واقفیت پائی۔ پھر خداوند کریم کی مہربانی سے ہر قسم کے علوم سے میں بہرہ ور ہوا۔ حتی کہ فارسی کی انشا پردازی اور شاعری بھی سیکھی اور علوم وہمیہ، رمل نجوم، مسمریزم یعنی علم توجہ وظائف تعویذات بھی مطالعہ کئے۔ گو میں نے علوم مذکورہ کو بدرجہ کمال تو حاصل نہیں کیا مگر اس سے میری اصلی مراد تکمیل انسانیت تھی۔ اور حصول حقانیت و روحانیت بناءً علیہ سلوک و تصوف اور مردان خدا کی صحبت کا شوق دامنگیر رہتا تھا۔

حضرت ابی المکرّم الفاضل الجلیل بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ اکثر مع اشتغال تعلیم علوم عربی فارسی مجرد فقراء اور صاحب کرامات اولیاء سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ گدی نشین مشائخ کے سلسلہ میں داخل ہونا انہیں ہرگز پسند نہ تھا۔ ان کے استاد حضرت مولانا شمس الدین صاحب جالندھری بڑے ولی اللہ اور صاحب کرامات تھے۔ آپ اکثر ان کی کرامات سناتے تھے اور ان کا اتقا اور حالات کا اخفا بیان فرماتے تھے۔ ہدایت النحو پڑھاتے ہوئے جب اکل الکمثریٰ یحیی (یحیٰ نے ناشپاتی کھائی) کی مثال آئی تو حضرت شاہ صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ کمثرے جانتے ہو۔ میں نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے اپنی جیب مبارک میں ہاتھ ڈال کر ناشپاتی نکالی اور دکھا کر زیر دامن کر دی اور سبق دینے لگے۔

میں نے ناشپاتی کبھی دیکھی نہ تھی جا کر بازار میں پوچھا تو میوہ فروش کہنے لگے کہ ناشپاتی کا ابھی موسم نہیں دیر سے آئیں گی۔

ہماری تعلیم کی حالت میں کئی لوگ دعا کرانے اور مہمات کے انجام دریافت کرنے آتے۔ تو آپ پہلے سے ہی فرماتے کہ وہ شخص آتا ہے تمہارے سبق میں ہارج ہوگا اسے جواب دے دو۔ جو کہ بعد میں پورا ہو جاتا تھا۔ مگر ہمیں اور سائل کو مخفی رکھنے کی تاکید شدید فرماتے تھے۔ میں ڈر اور شرم کے مارے کبھی کچھ نہ پوچھتا تھا مگر فقر و تصوف کا شوق دل میں بڑھتا جاتا تھا اور صوفی لوگ درویشانہ صورت کے ہمارے ہاں آتے تھے۔ حضرت ابی المکرّم سے پوشیدہ ان سے وظائف پوچھتا۔ اور حسب استطاعت اللہ اللہ کرتا پاس انفاس وغیرہ سیکھتا تھا۔ پھر میں بقول سعدیؒ۔

تمتع زہر گوشۂ یافتم
ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم

ہر قسم کے فقراء رند اور متشرع گدی نشین وغیرہ تھے کہ ہندو مسلم سے سائل روحانیت بن کر وظائف اور مشغلے اور مراقبے دریافت کرتا رہا۔ چنانچہ قادری سلسلہ میں بنانے والے حضرات کو بھی ملا اور نقشبندیوں سے بھی توجہات لیں۔ اور رند اہل کشف بھی دیکھے۔ اور بایں ہمہ حسن ظن سب پر تھا۔ چنانچہ سیال شریف دوبارہ گیا اور سید پیر حیدر شاہ صاحب کی خدمت میں جلالپور کیکناں بھی کئی بار جاتا رہا اور جو وہ بتاتے اس پر عمل کرتا رہا۔ مست فقراء اہل کشف کے کشوف بھی صحیح پائے غرض بیس تیس سال کی مدت میں بقدر فہمید یہ تو سمجھ لیا کہ صوفی ہر ایک فرقے میں موجود ہیں کیا مسلم کیا غیر مسلم۔ مگر حیرت تو یہ تھی کہ وہ کونسی بات ہے جو اسلام ہی سے خاص ہے، صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ملتی ہے۔ جبکہ کشف اور بعض خرق عادت باتیں اور ذکر قلبی وغیرہ لطائف اور مراقبات ہر مذہب و ملت کے فقراء اور صوفیاء میں بالاشتراک پائے جاتے ہیں۔ آخر جب تیرھویں صدی کا اخیر آیا تو مجھے مجدد کی تڑپ لگی اور غیر مسلموں اور بدعتیوں اور وہابیوں سے بھی بیزاری سی دل میں محسوس ہونے لگی۔

پہلے تو ڈھونڈھ بھال کے سلسلہ میں انجمن حمایت اسلام کی مجموعی ہیئت کو میں نے مجدد تصور کیا۔ گو جلدی ہی ممبروں کے حالات سن کر سمجھ لیا کہ گو اسلام کے علوم کی ترقی تو ان کے مد نظر ہے مگر روحانیت کے آثار یہاں نظر نہیں آتے۔ خیر۔ اس اثناء میں ایک رؤیا دیکھا کہ ہمارے مشرق و جنوب کی جانب سے ایک بڑا لشکر گھوڑوں پر سواروں کا ہوا پر اڑتا ہوا آسمان کی طرف سے ہماری طرف نزول فرما رہا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک سوار ہمارے گھر آاترا اور میری چارپائی پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے ایک قرآن شریف بشکل حمائل اور ایک چاقو دیا جس سے قلم تراش کی جاتی ہے۔ اور پھر ایک اور رؤیا میں ایک بزرگ ہاتھ میں عصا لئے ہوئے چلتے ہوئے اور پھر کھڑے ہوئے دیکھے۔ ان کے گرد بہت سا مجمع تھا اور لوگ ان سے فیضیاب ہوتے تھے۔

پھر میری والدہ ماجدہ صالحہ قریشیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک رؤیا سنائی کہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک بادشاہ نے تجھے پروانہ یا فرمان بھیجا ہے۔ ایک رملی نے مجھے بتلایا کہ تجھے اس کامل مرد سے فائدہ ہوگا جس کے نام کے پہلے حرف غ ہے لیکن میں نے ان دنوں قادیان کا نام بھی نہیں سنا تھا۔

میری بخت بیداری کے ایام نزدیک آئے تو میرے چچازاد بھائی حافظ کامل الدین مرحوم کا لڑکا محمد حسین نابینا حافظ میرے ملنے کے لئے ایک دن گولیکی آیا۔ تو اس نے حضرت اقدس علیہ السلام کا ذکر کیا اور باتیں سنائیں۔ مگر صرف دعویٰ اور دلیل جو تھی وہ صوفیانہ طور پر نہ تھی اس لئے میری دلچسپی کا موجب نہ ہوئے۔ اور غالباً کوئی کتاب ازالۂ اوہام دوسری بار آکر مجھے مطالعہ کے لئے دے گیا۔ مگر وہ بھی صوفیانہ رنگ کی نہ تھی اس لئے دلچسپ نہ ہوئی۔ ہاں فکر لگ گئی اور علماء اور مشائخ کی مخالفت سن سن کر حضرت مسیح موعودؑ کا عالم فاضل ہونا دل میں آتا تھا۔

ایک دن کوئی مذکوری (ہرکارہ تحصیل) کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے ہماری مسجد میں جبکہ میں شرح مُلّا وغیرہ پڑھا رہا تھا آبیٹھا۔ اور یوں گویا ہوا کہ ایک شخص مدعی مسیحیت کہتا ہے انا انزلنٰہ قریباً من القادیان۔ قادیان میں ہو کر کہتا ہے کہ قریباً من القادیان۔ اس کے کیا معنی ہوئے؟

پھر وہ سپاہی کہنے لگا کہ آپ یہ عربی کتاب (حضرت اقدس علیہ السلام کی) دیکھئے پھر کچھ زبان سے کہئے۔ میں نے کہا کہ لاؤ تو سہی دیکھوں اسمیں کیا ہے۔ میں نے دیکھا تو وہ پادری عماد الدین کے جواب میں تحدی سے عربی کا رسالہ (نام یاد نہیں) تھا۔ مطبوع مترجم تھا۔ میں رسالہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور مطالعہ کے لئے مطالبہ کیا تو اس سعید الفطرت نے مجھے ایک ماہ کے لئے دیا۔ پھر بھی میرے دل میں یہی آیا کہ یہ شخص فاضل علوم عربیہ اور اعلیٰ درجہ کا مناظر مذہب اور ماہر کتب عربیہ ہے۔ پھر ایک دن میرے چچا مرحوم شمس الدین رحمۃ اللہ میری خبر گیری اور حال پرسی کے لئے آئے اور رات کے وقت گفتگو کرتے ہوئے……

فرمایا: عزیز یاد رکھ کہ مرزا صاحب کے حق میں کوئی کلمہ ہتک آمیز نہ بولنا۔ وہ بڑا اولیاء اور بزرگ آدمی ہے۔ میں نے دیکھا وہ بڑا صالح اور عالم فاضل حامیٔ اسلام ہے ورنہ تباہی آجائے گی۔ العیاذ باللہ۔ میں ڈر گیا اور شوق پیدا ہوا کہ ایک بار دیکھ تو لوں۔

میں ان ایام میں جناب پیر ظہور حسین صاحب سے ملنے بٹالہ آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ بٹالہ ان کے عرس یازدہم ربیع الثانی پر ان کی ملاقات کو آیا تو ان سے اجازت طلب کی کہ اگر آپ فرمائیں تو مرزا صاحب قادیانی کو دیکھ آؤں۔ انہوں نے اجازت دیدی۔ میں یکہ پر بوقت ظہر اس پاک بستی میں آیا۔ اور یکہ والے کو کہہ دیا کہ یہیں ٹھہرو میں نے واپس بٹالہ جانا ہے۔

نماز ہو چکی تھی مسجد مبارک اس وقت چھوٹی سی تھی کہ ایک صف میں پانچ یا چھ آدمی نماز باجماعت پڑھتے تھے۔ میں نے نماز تو مقتدی بن کر پڑھ لی لیکن دوبارہ اس خیال سے پڑھی کہ میری نماز نہیں ہوئی۔ اس وقت غالباً مولوی قطب الدین صاحب امام تھے۔ یہ نماز عصر تھی۔ مگر میں نے نماز سے قبل حضرت اقدس سے ملنے کی خواہش کی تو حاضرین نے کہا کہ حضور ظہر کی نماز پڑھ چکے ہیں۔ اب عصر کے وقت آئیں گے۔ میں نے کہا میں نے واپس جانا ہے۔ میرے اصرار پر حضرت اقدس علیہ السلام کو خبر کی گئی۔ آپ باہر تشریف لائے۔ غالباً دفتر محاسب کے سامنے گلی والا مسقف مقام تھا۔ حضور نے محبت سے فرمایا آپ کہاں سے آئے ہیں اور کیا مطلب ہے؟ میں نے کلام کرنے سے پہلے قلیل نذرانہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کسی فقیر محتاج کو دے دیں۔ پھر میرے اصرار پر یہی فرمایا کہ یہ کسی فقیر کو دے دیں۔ میں نے کہا بھی کہ لوگ فقیروں سے خالی ہاتھ ملنے کو اچھا نہیں جانتے مگر آپ نے نہ لیا۔ یہی سمجھا کہ عقیدت درست ہوتی تو نذر منظور کر لیتے۔

پھر فرمایا کہ پوچھو جو پوچھتے ہو۔ میں نے عرض کی کہ الگ ہو کر میرا عریضہ سنئے۔ فرمایا یہاں کوئی بیگانہ نہیں ہے آپ بے شک جو کہنا ہے کہیں۔ میں نے عرض کی کہ آپ کی کسی کتاب میں آپ کا یہ دعویٰ لکھا ہے کہ مجھے وحی ہوتی ہے۔ یہ تو انبیاء کا خاصہ ہے۔ آپ نے فرمایا قرآن میں تو اَوحی ربکَ الی النَّحل ۔ اور اَوحینا اِلی اُمّ مُوسیٰ اور مریم کی نسبت بھی مکالمہ مذکور ہے اور سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فتوح الغیب میں بھی مکالمات الٰہیہ کا ذکر کیا ہے اور حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی، وحی کی نسبت اولیاء اللہ نے بھی مکمل ذکر فرمایا ہے۔

میں نے عرض کی کہ علماء وحی رسالت کہتے ہیں مگر میں بحث کرنے نہیں آیا۔ اور نہ مجھے طریق مناظرہ پسند ہے۔ آپ اہل اللہ کے طریق پر اپنی صداقت مجھے سمجھائیں تب مجھے سمجھ آئے گی۔

آپ نے فرمایا کہ پھر چند روز میرے پاس رہیں تو آپ کا مطلب حل ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی کہ بوجوہ ملازمت مدرسہ سرکاری رہ نہیں سکتا، اتنی رخصت نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ پھر آپ میری نسبت خدا سے پوچھیں (یہ پہلی بات تھی حضور کی جو میرے دل میں پسند آئی)۔ عرض کی خدا سے کیسے پوچھوں؟ فرمایا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ (یہ دوسری بات تھی جس سے میرے دل کو حضور نے اپنی طرف کھینچ لیا)۔ میں نے

عرض کیا وہ کس طرح؟ فرمایا، استخارہ کرو۔ پھر عرض کیا کہ کونسا استخارہ؟ فرمایا جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ پھر میں نے رخصت مانگی۔ چلتے ہوئے حضور نے ایک خادم سے فرمایا کہ انہیں نورالقرآن دے دو۔ (یہ رسالہ ان دنوں جاری تھا) وہ میں نے لے لیا۔ اس وقت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ موجود تھے انہوں نے فرمایا کہ یہ شخص تو سعید معلوم ہوتا ہے۔ پھر میں یکہ پر سوار ہو کر واپس بٹالہ آیا۔ پیر جی نے پوچھا تو میں نے سب واقعہ بیان کر دیا مگر اپنا عندیہ بیان نہ کیا کیونکہ انہیں ناگوار گزرتا تھا۔

☆......☆......☆

پھر میں نے گولیکی آکر مطالعہ کتب حضرت اقدس وقتاً فوقتاً شروع کیا۔ اور استخارہ اور دعا سے کام لینے لگا۔ کئی خوابیں آتی تھیں مگر تسلی نہ ہوتی تھی۔ اور باتیں موافق و مخالف سننے لگا۔ کئی مرتبہ دعاؤں میں نہایت الحاح سے درخواست کرتا تھا کہ خدایا اگر مجھے مرزا صاحب کی صداقت کا حال نہ بتایا گیا تو میں قیامت کے دن جب باز پرس ہوگی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کیوں ایمان نہیں لایا اور کس لئے بیعت نہیں کی تو میں یہی عذر پیش کروں گا کہ باوجود اتنے الحاح کے مجھے نہیں بتایا گیا۔ پھر کیا مجھے بلا حجت ہی دوزخ میں دھکیل دیا جائیگا۔ اھدنا الصراط المستقیم پڑھتے پڑھتے اتنی مدت گزر گئی مولیٰ پاک رحم فرما۔ آمین

آخر تخمیناً چار ماہ بعد مجھے خواب آئی جو کئی بار استخارہ اور دعوات کے بعد آئی تھی۔ کہ کوئی شہر ہے (غالباً قادیان دارالامان ہی ہے) اس میں حضرت مسیح موعود نے صبح کی نماز پڑھائی ہے۔ آپ فارغ ہو کر اندر کے کمرے سے باہر کے دوسرے کمرے میں آبیٹھے۔ نہایت نورانی چہرہ، ریش مبارک حنا سے رنگین۔ میں دل میں کہہ رہا تھا کہ مدت ہوئی سوال کرتے کرتے مگر جواب کا انتظار ہے۔ حضور کے دہن مبارک سے بڑی آواز یہ آئی:

"جس آؤ ناسی اوہ تاں آگیا"۔

یہ آواز گو حضور کے منہ سے نکلی تھی مگر نہایت مؤثر ہو کر میرے دل میں جاگزیں ہو گئی۔ جس کی روشنی سے شک اور وہم کی تاریکی سب دور ہو گئی اور علم بالیقین ہو گیا کہ جس مسیح و مہدی کا انتظار تھا وہ یہی ہے۔ صبح کا وقت اور مسجد اور چہرہ مبارک نورانی۔ اور آواز وحی کی تاثیر دل نشین ہو گئی۔ پھر بیدار ہونے کے بعد کتاب مخالفانہ دیکھی۔ اس کے جواب کو دل نے پالیا۔ اور اکثر دوستوں اور شاگردوں کے رؤیا نے یقین کو ترقی دی۔ میرے چچا مرحوم کے پوتے گل حسن رحمہ اللہ نے سنایا کہ میں نے دیکھا کہ میں کعبہ شریف گیا ہوں۔ اور وہاں بیت اللہ کے اندر حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود کو دیکھا۔ اور آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ کہ میری بیعت منظور فرمائی جاوے۔ حضور نے فرمایا کہ اب مسیح موعود تمہاری بیعت لیں گے۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی جو میرے پاس پڑھتے تھے انہوں نے بتلایا کہ میں نے گیارہ بار آنحضرت ﷺ سے مرزا صاحب کی صداقت سنی ہے۔ ایسے بہت سے دوستوں نے میرے یقین کی ایسے ہی رویا صادقہ سے امداد فرمائی۔ فالحمدللہ علی ذالک۔ پھر میں نے غالباً ۱۸۹۵ء میں بیعت کر لی۔

☆......☆......☆

اب حضور کا بڑا معجزہ جو خاص ہمارے گھر میں رونما ہوا لکھتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔

عزیزم قاضی محمد ظہورالدین اکمل مڈل فارسی پاس کر کے گجرات انٹرنیس پاس کرنے کے لئے گیا۔ اسے وہاں محنت اور اچھی غذا نہ ملنے سے حرارت شروع ہو گئی آخر ایک حاذق طبیب نے مجھے اور میری والدہ کو علیحدگی میں کہا کہ تمہارا لڑکا مدقوق ہو گیا ہے۔ اور دوسرے درجہ میں بیماری ترقی کر گئی ہے۔ اس لڑکے کو نہ بتانا۔ بس معمولی علاج کرتے رہنا اور صبر کرنا۔

یہ بات سنتے ہی میری کمر ٹوٹ گئی اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو ساتھ لے کر قادیان آیا۔ حضور مسجد مبارک کے سقف پر مع اپنے صحابہ اور معزز مہمانوں کے کھانا تناول فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کی کہ حضور میں نے سنا ہوا ہے کہ سؤر المؤمن شفاءٌ (پس خوردہ مومن کا مل شفا ہے) میرا لڑکا موت سے سخت بیمار ہے۔ یہ سنتے ہی حضور نے گوشت کی رکابی اور موجودہ روٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اٹھالو۔

مولوی غلام رسول صاحب نے جھٹ حضرت کا پس خوردہ سنبھال لیا اور باوجود مطالبہ کے اور کسی کو نہ لینے دیا۔ روٹی کے ٹکڑے کر کے شوربے میں ملا کر کپڑے میں باندھ لئے۔ پھر ہم وہ پس خوردہ لے کر گھر گئے اور عزیز اکمل کو آہستہ آہستہ کھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حضرت اقدس کی برکت سے اس کی بیماری گھٹتے گھٹتے ناپید ہو گئی۔ ہاں ضعف اب تک نشان کے لئے باقی ہے۔

مولوی صاحب نے رؤیا کے ذریعہ مجھے بتایا کہ قاضی اکمل حضرت صاحب کی خدمت میں قادیان میں رہائش اختیار کرے تو صحیح و تندرست رہے گا۔ اس بنا پر یہ حضرت اقدس کا زندہ معجزہ ہے کہ اس کی زندگی باوجود ضعف و ناتوانی ایک بڑا کام لیتی ہے۔

پھر میرا دوسرا فرزند محمد نورالدین اجمل طاعون کے دنوں میں بشامت اعمال اسی بیماری سے سخت بیمار ہو گیا۔ اور اعدائے سلسلہ کے مخالفین تاڑنے لگے کہ کب موقع طعن و تشنیع ہاتھ آئے۔ اور اس کی بیماری حد سے متجاوز ہو گئی۔ وہاں ایک مجذوب فقیر رہتا تھا۔ اس نے بھی کہا کہ اب ملاں دنیاں فاتحہ کی کھالیں گے۔ میں نے مضطرب ہو کر حضرت کے حضور گولیکی سے خط لکھا کہ حضور بڑی توجہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور محمد نور کو زندگی باصحت بخشے۔

وہ بیماری سے دیوانہ ہو گیا تھا۔ اور دمبدم حالت بگڑ رہی تھی۔ یکایک بفضل ایزدی وہ اچھا ہو گیا۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صاحب اولاد ہے اور اچھا بھلا قادیان دارالامان میں آتا جاتا ہے۔ اور جماعت احمدیہ گولیکی کا امام و تعلیم تربیت کا کام کرتا ہے۔

اسی طرح بہت سی دعاؤں کو قبول ہوتے اور اس میں حضرت اقدس کے نشانات کو دیکھا۔

☆......☆......☆

اب میں اپنے عقائد اور فوائد کا ذکر کرتا ہوں جو میں نے حضور سے بفضلہ تعالیٰ پائے۔

لوگ کہتے تھے کہ مولوی امام دین چھرت گھرت ہے ایک پیر کا پجاری ہوتا تو بڑا اولیا بن گیا ہوتا۔ میرا جواب ہے کہ اگر میں ایک پیر گدی نشین کا پیرو ہوتا گو ان کے فوائد سے مستفید ہو جاتا مگر میں پکا پیر پرست اور گمراہ ہو جاتا۔ جو فائدے میں نے اپنی عمر میں پیروں فقیروں کے دیکھے وہ تو مشترک ہیں۔ وہ مسلم غیر مسلم متشرع غیر متشرع سب فقراء میں موجود ہیں۔ وہ تو دہریہ منکر خدا بھی جوگیوں مسمریزیوں کی مشق کر کے حاصل کر لیتا ہے۔ ہندو فقیر کہتے ہیں کہ جس داہر دا زمل ہو۔ ہر جگدا رسول ہو۔ مشق سے قلب جاری ہو سکتا ہے۔ توجہ سے مرید کے دل میں عشق کی گرمی پیدا کر سکتے ہیں۔ میں نے خود مشق کروا کر اپنے معتقدوں میں یہ تصرفات کئے ہیں۔ برہمن بچہ میرے سے سیکھ کر بیماروں کو اچھا کر لیتا تھا۔ اپنے معمول کو بزرگوں کی زیارت کرا لیتا تھا۔ اور بت پرستی کرتا تھا۔ پیر پرست اپنے پیر کا تصور پکا کر اس سے کئی امور کا جواب لے لیتے ہیں۔ یہ سب بت پرستی ہے جو کہ لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں یہ فقیری ہے۔ ہاں فقر ہے مگر کفر۔ کاد الفقر ان یکون کفراً۔ صوفیوں نے لکھا ہے:

ما و کفار در سلوک برابریم
ولیکن در قیامت برتریم

(ہم اور کفار سلوک میں برابر ہیں۔ لیکن قیامت کے دن ہم بلندیت سے ہیں اور وہ دوزخ میں)۔

میں نے اچھی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم و تربیت سے یقیناً جان لیا ہے کہ کفار کا ایک قدم بھی ہمارے سلوک کے برابر نہیں۔ وہ ذکر کرتے ہیں مگر واذکروا اللہ کما ھداکم کے ماتحت نہیں ہے۔

انسان کی حیات کی غرض صرف عبادت ہے۔ مگر یہ عبادت نہیں کہ وظائف خوانی ہے اور جوگیوں کی طرح پاس انفاس اور بے اطاعت بھوک پیاس سے مرو۔ اس طرح تو ایک قدم بھی تمہارا صراط مستقیم پر نہیں چلتا۔ ہر دم خدا کو یاد کرنا یہ نہیں کہ حبس دم کر کے قلبی حرکت سے خفقان کی بیماری پیدا کر لو۔ یا پاس انفاس سے نفی اثبات یا ھُو ھُو یا ھَوْ ھَوْ کی مشق کرو۔ میں نے اپنے کئی دوستوں سے ایسی باتیں سیکھی ہیں۔ مگر یہ واصل باللہ نہیں کرتیں۔ میں نے ایک مردار خوار (سانسی) کو اللہ الصمد کا ہر دم ورد کرنے سے کئی خوارق دیکھے وہ بیماروں کو اچھا کر دیتا مگر یہ کسب ہے۔ اللہ الصمد نہیں۔ ہر ایک لفظ بے معنی کی مشق سے ایسا کر سکتے ہیں۔

پس حسب فرمان مسیح موعود علیہ السلام صراط مستقیم ہی عبادت ہے۔ ان اعبدونی ھذا صراط مستقیم۔ واسجدو اقترب۔ اور عبادت تو وہی ہے جو ماتحت فرمان و سنت سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے شامل حال و افعال و اقوال ہو۔ کوئی بھی حرکت و سکون اور خیال و مقال آنحضرت ﷺ کی سنت جاریہ صحیحہ سے باہر نہ ہو اور عبادت میں حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کی مرضی کے ماتحت اور صفات ربانی کے رنگ میں رنگین ہو۔ طعام کھانا اور کھلانا تمہارے نفس کی طرف منسوب نہ ہو۔ بلکہ اس میں ربوبیت الٰہیہ کام کر رہی ہو یہاں تک کہ اپنی فنا پوری کر کے اسی کے ہو جاؤ۔ تب لقاء الٰہی پاؤ گے اور اسی پر بقا کی استدعا کر کے فانی فی اللہ باقی باللہ کا درجہ حاصل کرو گے مگر صرف خیالی نہیں بلکہ حالی ہو۔ مگر کوئی خود ریاضت بلکہ عبادت غیر مسنونہ کر کے بھی کچھ حاصل نہیں کر سکتے ہو۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان اعبدونی والی عبارت اتباع نبی کے بغیر محال ہے۔ الہامات غیر نبی باتفاق امت محمدیہ ظنّی ہے۔ پس فی زمانہ نبی کی ہی ضرورت تھی جو آگیا۔ اور حکماً عدلاً کی پیشگوئی اس نے پوری کر دی۔ اور نبی کا اتباع سوائے مشاہدہ و مجاہدہ اور یقین کے ناممکن ہے۔ اور جس زمانہ میں نبی نہ ہو اور اختلاف پڑ گیا ہو کون یقین دلائے کہ طریق نبوی یوں ہے۔ موجودہ زمانے میں چونکہ اختلافات کی حد نہیں رہی فیصلہ صراط مستقیم کا مشکل لانحل ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ضرورت حقہ کے وقت مسیح موعود کو نبی بنا کر بھیجا۔ حکم عدل ہو کر راہ حق بتائے اور اختلاف کو مٹائے اور حق دکھائے اور طالب کو ذات حق سے ملائے ہاں ؎

عشق است کہ تا منزل جاناں برساند
عشق است کہ از کید شیاطیں برہاند
عشق است کہ چوں برق دریں رہ بجہاند
عشق است کہ چوں باز بہ تیزی بپراند

ایک دفعہ میں نے حضور اقدسؑ کی ایک نظم عریضہ کی صورت میں بنا کر پیش کی تو حضور نے اپنے قلم مبارک سے سرخ سیاہی سے غالباً یہ لکھ دیا:

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

اور نیچے اس کی تفسیر تقویٰ اور احسان کے فوائد اور ان کے معنی بیان فرما دیئے۔ گو یہ مضمون کچھ یاد ہے مگر

باقی صفحہ نمبر [illegible] پر ملاحظہ فرمائیں

طالب دُعا: ـ محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

مجلس تحفظ ختم نبوت کرناٹک کے سیکرٹری کے نام نصیحت بھرا کھلا خط

(مکرم مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ بنگلور کرناٹک)

مکرم ومحترم ظفر الاسلام صاحب ظفر
سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت کرناٹک (بنگلور)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید ہے آپ مع اراکین مجلس بخیریت ہوں گے! اللہ تعالیٰ فرقان عظیم میں بیان فرماتا ہے ' یٰاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡ ا لاَ یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنُوۡاخَیۡرًا مِّنۡھُمۡ۔

"اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اُسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے ممکن ہے کہ وہ اُن سے اچھی ہو"۔ نیز اسی آیت کریمہ میں فرمایا "وَلاَ تَلۡمِزُوۡا اَنۡفُسَکُمۡ وَلاَ تَنَابَزُوۡا بِالاَ لۡقَاب بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِیۡمَانِ وَمَنۡ لَّمۡ یَتُبۡ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوۡنَ۔"

(الحجرات آیت ۱۲)

فرمایا "اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کیا کرو کیونکہ ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا ایک بہت ہی بُرے نام کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اور جو بھی توبہ نہ کرے وہ ظالم ہوگا۔"

سرکار دو عالم حضرت اقدس محمد مصطفےٰ ﷺ فرماتے ہیں۔

عَنۡ ابن مسعودٍ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ : لیس المؤمنُ بالطَّعان ولا اللّعان ولاالفاحِشِ ولا البذی۔

(ترمذی کتاب البر والصلہ باب فی اللعنۃ)

یعنی! "حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا طعنہ زنی کرنے والا دوسرے پر لعنت کرنے والا فحش کلامی کرنے والا 'یا دہ گو زبان دراز مومن نہیں ہو سکتے"۔

ظفر صاحب! ایک دوسری حدیث بھی تحریر کرتا چلوں تو شائد آپ کا کھویا ہوا ضمیر بیدار ہو جائے "عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنھما قال۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا قال الرجلُ لاخیہِ یَا کافِرُ فقد باءَ بھا اَحدُھُمَا فاِن کانَ کما قال والاَ رَجعَتۡ علیہ"

[مسلم کتاب الایمان باب حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یاکافر]

یعنی " حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو یہ کفر اُن میں کسی ایک پر ضرور آپڑتا ہے اگر تو وہ شخص جسے کافر کہا گیا ہے واقعہ میں کافر ہے۔ تو خیر ورنہ یہ کفر اُس پر لوٹ آئے گا جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا ہے"۔ ظفر صاحب مندرجہ بالا وضاحت کا نفس مضمون آپ کو بخوبی سمجھ آ گیا ہوگا جیسا کہ محاورہ مشہور ہے "عقل مند کیلئے اشارہ کافی ہے" آپ نے عالمگیر جماعت احمدیہ اسلامیہ کے بارہ میں گذشتہ کئی سالوں سے جو بے بنیاد اور ظالمانہ پروپیگنڈہ شروع کیا ہوا ہے اس کا جواب گذشتہ سو سال سے جماعت احمدیہ دیتی چلی آئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود نام نہاد مجلس تحفظ ختم نبوت کے غیر اخلاقی علماء بانیٔ جماعت احمدیہ کی بابرکت سیرت اور احمدیوں کے عقائد کو نہایت ہی ظالمانہ طریقہ پر توڑ مروڑ کر عوام الناس کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ تعلیماتِ قرآنی کے سراسر خلاف اور سنتِ رسول ﷺ سے بالکل ہٹ کر مساجد میں جہاں اللہ کی عبادت کی جاتی ہے جھوٹ اور تمسخر کی ملونی سے اپنی بازاری زبان چلاتے ہیں۔ مورخہ 12.12.98 اور 13.12.98 کو جو سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر اجلاسات منعقد کئے گئے یا پھر دوسرے مقامات پر آئے دن اجلاسات منعقد کئے جارہے ہیں یہ اوّل تا آخر سنت رسول مقبول ﷺ کے سراسر منافی ہیں۔ علماء نے اپنے بیانات میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو جھوٹے گندے اور ناپاک اِلزامات لگائے ہیں۔ اُن کا قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ایک ہی جواب ہے۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ لیکن جہاں تک جماعت احمدیہ عالمگیر کی مخالفت اور خاتمے کا تعلق ہے۔ آپ کو میں مختصر یہ بتا تا چلوں کہ آپ نے 1994 سے اب تک جو رپورٹ عوام کے سامنے رکھی ہے اُس کا جماعت احمدیہ کو یہ فائدہ ہوا کہ گذشتہ چار سالوں میں صرف ہندوستان میں 16 لاکھ سے بھی زائد افراد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ چونکہ آپ کی مجلس کرناٹک تک ہی محدود ہے۔ صوبہ کرناٹک میں گذشتہ چار سال میں ایک لاکھ سے بھی زائد افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اب آپ بتائیے خدا کی تائید و نصرت کس کے ساتھ ہے؟ آج جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ برکت پر برکت دئے رہا ہے۔ جس برکت کو دیکھ کر حاسد اپنے حسد کی آگ میں جل رہے ہیں۔ ہمیں تو خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ سنت اللہ کے مطابق آج جماعت احمدیہ کی مخالفت ہو رہی ہے۔ اور مخالفین خود صداقت کی آواز جن کانوں تک نہیں پہنچی تھی پہنچا رہے ہیں۔ جہاں تک احمدیوں کے عقائد کے خلاف پروپیگنڈہ کا تعلق ہے۔ ایمان کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ حضرت اقدس ﷺ کی حدیث اوپر درج کی جاچکی ہے۔ اب آپ خود اُس کو چسپاں کر کے دیکھیں کہ آیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ حق دیا ہے؟۔

ظفر صاحب! غالباً آپ کو علم نہ ہو کہ گذشتہ ایک سو سال میں جن لوگوں نے جماعت احمدیہ کی مخالفت کی اُن کا انجام کیا ہوا۔ انشاء اللہ کچھ حقائق آپ کو روانہ کئے جائیں گے۔ اُن کا بغور مطالعہ کریں اور اب بھی ہم آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے منظوم کلام میں تحریر کیا ہے۔

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پہ نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر کے عقائد جن کو علماء نہایت ظالمانہ جھوٹ کے ذریعہ عوام الناس کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ عین اسلامی ہیں ارکان ایمان اور ارکان اسلام جن کے آپ دعویدار ہیں اُنہیں عقائد پر ہمارا بھی ایمان ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آپ مسیح موسویؑ کی آمد کے منتظر ہیں اور احمدیوں نے اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح محمدیؑ کو مانا ہے۔ جو عین وقت پر آچکا ہے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاک راہِ احمدؐ مختار ہیں

ظفر صاحب! اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اس تحریر کو غور و تدبر سے پڑھئے کیا ایسا شخص جس کے بارہ میں علماء سو اپنی گندی زبان چلا رہے ہیں۔ اسلام کا دشمن ہو سکتا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ہمارے مذہب کا لُب لُباب اور خلاصہ یہ ہے کہ لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ہمارا اعتقاد جو ہم اِس دُنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزراں سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ ﷺ خاتم النبین و خیر المرسلین ہیں۔ جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اب وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے"۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۷ تالیف ۱۸۹۱)

ظفر صاحب! آپ نے جو نام نہاد تحریک چلائی ہے کہ جماعت احمدیہ حضرت اقدس رسول خدا ﷺ کو مانتی ہی نہیں۔ اور جماعت احمدیہ نعوذ باللہ حضرت نبی کریم ﷺ کی توہین کرتی ہے اوّل تو ایسی گندی سوچ رکھنے والوں پر ہمیں کراہت آتی ہے کہ یہ مسلمان ہو کر دوسرے مسلمان پر شک کرتے ہیں۔ اور ظالمانہ اور جھوٹا الزام لگاتے ہیں۔ جبکہ جماعت احمدیہ اسلامیہ عالمگیر کا یہ نعرہ ہے۔

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچۂ آل محمد است

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ ﷺ سے دلی فدائیت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللّٰہ ثم واللّٰہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دُکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریمؐ کی کی گئی دُکھا'

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۲ تالیف ۱۸۹۳ء)

ظفر صاحب! مختصر یہ تحریر کرنا چاہتا ہوں رمضان المبارک کا بابرکت ماہ شروع ہو رہا ہے اس ماہ مقدس میں انسان کو خدا تعالیٰ کا لقاء نصیب ہوتا ہے آپ صرف اپنے مالک حقیقی کے حضور دست بہ دُعا ہوں۔ کہ اے خدا حق کو آشکار فرما۔ خدا تعالیٰ خود جھوٹے اور سچے میں فرق کر کے دکھا دے گا یکن جو شیوہ آپ نے اور آپ کے ہمنواء علماء نے اپنایا ہوا ہے کہ مساجد میں کھڑے ہو کر تمسخر استہزا گالی گلوچ فحش کلامی وغیرہ اس سے تو سنت رسول کی ہتک ہوتی ہے کیا آپ کوئی مثال رسول خدا ﷺ یا پھر صحابہ کرامؓ کی بتا سکتے ہیں کہ مساجد میں کھڑے ہو کر کسی کے خلاف ایسا پروپیگنڈ کیا ہو؟ آپ تو اپنے آپ کو عاشق رسولؐ کہتے ہیں اور اُسی مقدس رسولؐ کی تعلیم کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں یہ آپ سب کیلئے لمحۂ فکریہ ہے۔ اس کا مواخذہ خدا تعالیٰ ضرور آپ سے کرے گا۔ (وما علینا الا البلاغ المبین)

فقط والسلام
(مقصود احمد بھٹی)
مبلغ جماعت احمدیہ بنگلور
یکم رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

ESTD.1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

جہاں میں ہوں

یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ لاؤڈ اسپیکروں کی ایجاد میں ہماری پیدائش کا بھی کچھ دخل ہے۔ مگر کہتے ہیں کہ ہمارے گاؤں کی مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے جب اذان گونج رہی تھی۔ ٹھیک اسی وقت ہم پیدا ہوئے۔ بہر حال اس سے ہم نے نتیجہ نکالا کہ ہمیں زندگی بھر لاؤڈ اسپیکر سے مفر نہیں مل سکتا۔ والدہ صاحبہ بتاتی تھیں کہ پیدائش کے بعد جب ہمارے کانوں میں اذان دینے کا مرحلہ آیا تو ہماری بہن نے یہ منطقی نکتہ اٹھایا۔ کہ جب اذان کو سارے گاؤں نے سنا تو ہم نے بھی سن لیا ہو گا لہذا دوبارہ اذان دینے کی ضرورت نہیں لیکن ہماری بہن کے اس نکتہ کو مسترد کردیا گیا اور مسجد کے مولوی صاحب کو کان میں اذان دینے کے لئے طلب کرلیا گیا اور غالباً ہماری زندگی میں وہ پہلی اذان تھی جو ہم نے بغیر لاؤڈ اسپیکر کے سنی۔

گاؤں سے شہر میں

گاؤں سے جب ہم شہر آئے اور اسکول جانے لگے تو ایک بار اسی لاؤڈ اسپیکر کے بدولت ہماری پٹائی ہو گئی۔ کیونکہ ہم شہر میں رہتے تھے۔ وہاں لاؤڈ اسپیکر کو آلہ مکبر الصوت کہا جاتا ہے اور ہمیں اس کمبخت "آلہ مکبر الصوت" کا املاء نہیں آتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ہم لوگوں کو لاؤڈ اسپیکر میں تقریریں کرتے دیکھتے تو ہمارا بھی دل چاہتا کہ۔ کبھی ہم اور بلبل ناشاد گفتگو کرتے۔ چنانچہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک بار ہمارے محلّہ میں کوئی جلسہ ہوا ہم نے بھی سب بچوں کی طرح جلسہ کے منتظمین سے نظم سنانے کی اجازت لے لی اور ہماری باری آئی ہم فوراً مائیکروفون میں منہ ڈال کر شروع ہو گئے۔

میرا بلبل سو رہا ہے شور و غل نہ مچا اس پر ہمیں کان سے پکڑ کر نکال دیا گیا۔ غرض کہ پیدائش کے وقت سے لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ جو ہماری عداوت بندھی ہے۔ وہ اب تک چلی آرہی ہے اور آج بھی ہم اس کے شور و غل سے پریشان ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں ہمارے محلّہ کے ایک محلّہ دار کے ہاں محفل سماع برپا ہوئی اور دو قوالوں نے لاؤڈ اسپیکر پر ساری رات اس طرح اپنے فن کا جادو جگایا کہ۔ "تمام رات جاگیں تمام رات جگائیں"۔ کا مفہوم سمجھ میں آگیا۔

پیغام رسانی کا کام

ہمارے ایک دوست کا بیان ہے کہ ان کے محلّہ کے مولوی صاحب لاؤڈ اسپیکر سے پیغام رسانی کا کام بھی لیتے ہیں۔ ایک بار وہ اپنی عینک گھر بھول آئے۔ تو اذان سے قبل اپنی اہلیہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "اے منے کی ماں! بستر پر عینک بھول آیا ہوں کسی بچے کے ہاتھ بھجوا دینا"۔ ہم نے یہ سنا تو دل میں سوچا اے کاش منے کی ماں کو بھی جوابی کاروائی کی سہولت ہوتی تو کم از کم محلے والے ضرور کہتے تیری آواز مکے اور مدینے۔

سنا ہے شہر کے مصروف ترین علاقے میں ایک ڈاکٹر صاحب کے مقابل والی مسجد سے ہر رات نعت خوانی ہونے لگی۔ ایک دن ڈاکٹر صاحب نے یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کون عاشق رسولؐ ہے؟ گئے تو دیکھا کہ مسجد کے دروازے پر تالا لگا ہے۔ پہلے تو ڈاکٹر صاحب ڈرے کہ کہیں مسجد میں کوئی جنات نہ ہوں۔ لیکن جب کھڑکی کے اندر دیکھا تو پتہ چلا کہ لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ ٹیپ ریکارڈ فٹ ہے اور "لانگ پلے" چل رہا ہے۔

اب تو خیر لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی ہے مگر جب سیاست کا دور دورہ تھا۔ ہر سیاسی پارٹی اپنے مخالف کے جلسے کو ناکام بنانے کے لئے سب سے پہلے تو لاؤڈ اسپیکر کے تار کاٹ دیا کرتی تھی۔ سکول کالج کے جلسوں میں بھی ہم نے دیکھا کہ کوئی لڑکا اٹھا اور اس نے لاؤڈ اسپیکر پر قبضہ کرلیا۔ بس پھر کیا تھا چشم زدن میں ؎

ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

دیانتداری اور جائز منافع خوری

چوک بازار میں جگہ جگہ لاؤڈ اسپیکر لگوانے کا سہرا ہمارے ایک دوست کے سر ہے۔ جہاں ہر روز صبح کاروبار کے آغاز سے پہلے تلاوت کلام مجید ہوتی ہے۔ اور پھر سارا دن گمشدگی کے اعلانات۔ ایک دن ہم نے اپنے دوست سے کہا کہ اگر اجازت دیں تو ہم لاؤڈ اسپیکر پر دیانتداری اور جائز منافع خوری کی گمشدگی کا اعلان کردیں مگر انہوں نے اس کی اجازت نہیں دی۔

اس چوک بازار میں ایک صاحب گنے کارس فروخت کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی آواز میں "پی لو گنے کارس" کا نعرہ ٹیپ کر رکھا ہے۔ جسے وہ لاؤڈ اسپیکر کی مدد سے دن رات بجایا کرتے تھے خود بھی محظوظ ہوتے تھے۔ غیر تجارتی اغراض کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا یہ استعمال ہمیں پسند آیا۔ فقیروں کو بھی ہمارا یہ مشورہ ہے کہ وہ اس نسخے پر عمل کریں اور اپنا کاروبار چمکالیں۔ ویسے چندہ مانگنے والوں نے نہ صرف اس کا استعمال شروع کردیا ہے۔ بلکہ ریلوے اسٹیشن پر ریلوں کی آمد رفت کا اعلان کرنے والے لاؤڈ اسپیکر کی آواز چندہ مانگنے والوں کی آواز میں یوں گم ہو کر رہ جاتی ہے۔ کہ بے چارے مسافروں کو اس وقت ہوش آتا ہے جب بقول جوشؔ

گاڑی گزر چکی تھی پٹڑی چمک رہی تھی

ایک دن ہم نے اپنے ایک دوست کے سامنے میر تقی میر کا یہ شعر پڑھا

جو اس زور سے میر روتا رہے گا

تو ہمسایہ کا ہے کو سوتا رہے گا

ہمارے دوست نے کہا کہ میاں صاف صاف کہو کہ میر صاحب کے حلق میں بھی لاؤڈ اسپیکر پھنسا ہوا تھا۔ کچھ عرصہ ہوا۔ ہمارے پڑوسی کا ایک کمسن بچہ مرغ کے پیچھے پیچھے بھاگتے بھاگتے گٹر میں گر کر ہلاک ہو گیا۔ ہمارے سارے محلہ والے پرسا دینے کے لئے اس کے گھر گئے تو عین اس وقت جب لوگ انتہائی افسردگی کے ماحول میں بچے کے ماں باپ کو صبر کی تلقین کر رہے تھے۔ کہیں سے لاؤڈ اسپیکر پر اعلان ہوا۔ "حضرات ملاں صاحب کی ایک مرغی کہیں گم ہو گئی ہے۔ جن صاحب کو ملے پہنچا کر ثواب حاصل کریں"۔

مساجد اوقاف

ایک روز ہمارے دوست شیخ صاحب ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے۔ "یار میں بے روزگار ہوں میرے لئے کوئی کام نکالو" ہم نے کہا میاں تم تو محکمہ اوقاف کی مسجد میں گریڈ انیس کے خطیب تھے؟ تو بولے وہ نوکری میں نے چھوڑ دی۔ ہم نے کہا کیوں تو بولے انہوں نے جس مسجد میں مجھے لگایا تھا وہاں لاؤڈ اسپیکر نہیں تھا ہم نے کہا گویا۔ "بغیر مائیک کبھی شیخ کھانستا بھی نہیں"

کچھ عرصہ ہوا ہمارے محلے کے ایک صاحب لندن چلے گئے۔ ہمیں فون کیا۔ سب کی خیریت پوچھنے لگے۔ ہم نے بتایا کہ ان کے جانے کے بعد ہمارے برابر والے ملک صاحب نے اپنی کوٹھی کے اندر ایک شاندار مسجد بنوادی ہے جہاں سے لاؤڈ اسپیکر پر صبح چار بجے سلام کے زمزمے اور نعتوں کے نغمے گونجتے رہتے ہیں۔ جس کی بدولت تمام لوگ آج کے رومی' غزالی بننے میں مصروف ہیں۔ ہمارے دوست نے پوچھا وہ کیسے؟ انہیں اقبال کا شعر سنادو۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو

کچھ ہاتھ نہیں آیا بے آہ سحر گاہی

کہتے ہیں کہ شہر میں دفعہ 144 کے تحت لاؤڈ اسپیکروں پر پابندی ہے۔ مگر ہمیں وہ کہیں نظر نہیں آتی۔ بلکہ ہم نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ یہ پابندی اور لاؤڈ اسپیکر دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ایک دوسرے کو کچھ نہیں کہتے۔

چوتھی مسجد

صاحبو! جب سے ہمارے محلے میں چوتھی مسجد بنی ہے۔ ہمیں بے شمار اشعار یاد ہیں۔ فلمی گانوں سے متعلق ہماری معلومات میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ کیونکہ شاید ہی کوئی مشہور و مقبول فلم ایسی ہو جس پر کوئی نعت موجود نہ ہو۔ آج ہی صبح فجر کے وقت ایک دوست اپنی مخصوص آواز میں۔ "کتنی راحت فزا ہے" آج کی رات والی نعت "ستارو تم تو سو جاؤ" کی فلمی دھن میں سنا رہے تھے۔ بہر حال لاؤڈ اسپیکروں کی مدد سے ہم سب کا ایمان پختہ ہو گیا ہے محکمہ کے سارے مسلمان پنجگانہ نماز ادا کرنے لگے ہیں۔ ہمارے محلّہ کا واحد غیر مسلم جو محلّہ کمیٹی کارکن بھی تھا اب محلّہ میں نظر نہیں آتا۔ شاید محلّہ چھوڑ کر بھاگ گیا ہم نے ان صاحب کے متعلق ایک دن محلّہ کمیٹی کے صدر سے پوچھا تو انہوں نے کافر کے بچے پر "لاحول" پڑھی اور خود اپنا ایمان تازہ کرنے کے لئے مسجد کی طرف چل پڑے۔

(ہفت روزہ لاہور ۳۱ اکتوبر ۹۸)

بقیہ: حضرت مولوی امام الدین صاحبؓ

افسوس بعینہ میرے پاس نہیں ہے۔

نبوت کے مسئلہ میں لوگوں نے بڑا اختلاف کیا ہے مگر مجھے تو اب کوئی شک نہیں رہا کیونکہ اس اختلاف مذاہب میں حَکَم عَدَل کی ضرورت ہے جو ماسوائے وحی نبی کے اور کوئی بھی الہام یا اجتہاد جو ظنی ہے آگے قدم نہیں اٹھا سکتے اور نہ یقین کے درجہ تک پہنچا سکتے ہیں۔ میرے نقشبندی پیر سید غلام محی الدین شاہ لکھو کے والی رحمۃ اللہ مجھے قادیان آتے ہوئے فرماتے تھے کہ مجھ سے ملاقات کر کے وہاں جایا کرو۔ اور مرزا صاحب کو میرا سلام دیا کرو اور میرے لئے دعا کرلیا کرو۔

ایک دفعہ ایک مخالف مولوی نے ان سے حضورؑ کے کفر پر مہر ثبت کرنے کے لئے بے حد اصرار کیا مگر انہوں نے یہی فرمایا کہ میں کبھی یہ برا کام نہیں کروں گا۔ وہ رنجیدہ ہو کر بے نیل و مرام چلا گیا۔

ایک مرتبہ فرمایا حضرت اقدس کے حضور عرض کرنا کہ میں سب کچھ مانتا ہوں مگر نبوت کا مسئلہ میں شک ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت مبارک میں عرض کردیا۔ حضور نے فرمایا کہ میری مراد نبوت سے مکالمات الٰہیہ کی کثرت ہے۔ (یعنی دعویٰ نبوت ہے اور اس کی حقیقت مکالمات الٰہیہ جو اخبار بالغیب پر شامل ہوں اور وقوع سے شہادت پائی جائے یہ نبوت ہے)۔ میں نے گھر آکر شاہ صاحب سے کہا انہوں نے خاموشی اختیار کرلی۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب سیالکوٹ لیکچر دینے کے لئے تشریف لے گئے تو میں بھی مدرسہ سے رخصت لے کر لیکچر سننے کے لئے گیا۔ جس مقام پر حضور اترے ہوئے تھے دروازہ پر جا کر دربان سے درخواست کی تو اس نے کہا کہ حضورؑ اس وقت کام میں مشغول ہیں اجازت نہیں مل سکتی۔ میرے ساتھ نواب خان تحصیلدار جوان دنوں گجرات میں ملازم تھے ملاقات کے لئے موجود تھے۔ انہوں نے کسی خاص ذریعہ سے پیغام بھیجا تو حضور نے صرف مصافحہ اور سلام کی اجازت دی۔ اور بالاخانہ سے سیڑھیوں تک تشریف لائے۔ ہم نے بھی سلام اور مصافحہ کیا تو میں نے فرط اشتیاق میں جناب کے پائے مبارک کو چومنے کے لئے ہاتھ لگایا تو فوراً آپ نے میرے ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ بڑا گناہ ہے توبہ کرو۔

(میں نے اس وجہ سے پابوسی کا ارادہ کیا تھا کہ درِ مختار میں صلحاء اور علماء کبار کی پابوسی کی اجازت مندرج ہے اور پیران طریقت خصوصاً چشتیہ میں عموماً رواج ہے۔ اور حضور اسے ایک طرح کا شرک جانتے تھے)۔

(۲) مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے جن دنوں میرے پاس پڑھتے تھے ایک عریضہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور بایں مضمون لکھا:

"میں حضور کے تصور میں بڑا حظ پاتا ہوں اور ذکر اللہ اور عبادات اور نماز کے وقت میں اس سے بہت لذت آتی ہے"۔

اس کے جواب میں (جو کارڈ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا تھا) حضورؑ نے فرمایا: "یہ شرک ہے اس سے اجتناب کرنا چاہئے"۔

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر خطوط میں نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

آخر میں میں دعا کرتا ہوں۔ الحمدلله رب العالمين الرحمن الرحيم .مالك يوم الدين . اياك نعبد و اياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم .صراط الذين انعمت عليهم غيرالمغضوب عليهم والاالضالين. آمين

یااللہ ہم سب احمدیوں کو محبت اور معرفت اور اتباع سنت اور جہاد فی سبیل اللہ اور سعادت اور خاتمہ بالخیر دیجئو۔ اور تبلیغ میں ہم سب کو مجاہد بنا اور کامیابی عطا فرما..........."

بشکریہ الفضل انٹر نیشنل لندن

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly **BADR**

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab (INDIA)

☎ (091) 01872-20757
20091
FAX (091) 01872-20105

Vol - 48 Thursday,14th Jan 1999 Issue No : 2

مرزاطاہر نے کسی کو جہنمی قرار نہیں دیا۔ رشید احمد

شرارت پر مبنی خبر کی اشاعت کا مقصد جماعت احمدیہ کو بدنام کرنا ہے

لندن (پ ر) بعض پاکستانی اخبارات خصوصاً نوائے وقت لاہور 15.12.98 میں گزشتہ ہفتہ شائع ہونے والی خبر "بینظیر اور نواز شریف جہنم میں جائیں گے' قادیانی خلیفہ نے فیصلہ سنادیا" پر تبصرہ کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے ترجمان رشید احمد چوہدری نے یہاں ایک بیان میں کہا کہ یہ خبر حقیقت پر مبنی نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کے خلاف شرارت کی ایک کوشش ہے جس کا مقصد عوام میں امام جماعت احمدیہ کے خلاف غلط تاثر پیدا کرنا ہے۔ جماعت احمدیہ کے ترجمان نے کہا کہ کسی شخص کو جہنمی قرار دینا ملاؤں کا وطیرہ تو ہے اور وہ ہر روز علی الاعلان لوگوں کے جہنمی ہونے کا فتویٰ صادر کرتے رہے ہیں مگر جماعت احمدیہ کا ہرگز یہ مسلک نہیں امام جماعت احمدیہ نے تو متعدد بار کہا کہ جہنمی یا غیر جہنمی کا فیصلہ خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے کسی انسان کے بس میں نہیں کہ وہ کسی شخص کے بارے میں جہنمی یا غیر جہنمی ہونے کا اعلان کرے۔ جماعت احمدیہ کے ترجمان کے مطابق مرزا طاہر احمد نے اپنے خطبہ جمعہ میں کہا تھا کہ جو شخص بھی منصب انصاف پر بٹھایا جاتا ہے چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم اگر وہ انصاف سے کام نہیں لیتا تو خدا تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا اور پاکستان میں احمدیوں پر جو مظالم توڑے جارہے ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے امام جماعت احمدیہ نے کہا تھا کہ بینظیر ہوں یا نواز شریف دونوں نے اپنے اپنے دور حکومت میں ایسے اقدامات کئے ہیں جس سے احمدیوں پر ظلم کی زنجیروں کا دائرہ اور بھی تنگ ہوتا گیا۔ رشید احمد چوہدری نے کہا کہ ان بیانات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ امام جماعت احمدیہ نے دونوں کو جہنمی قرار دیا کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا انہوں نے کہا کہ اعلیٰ معیار صحافت کا تقاضا ہے کہ انصاف سے کام لیا جائے اور دیانتداری سے رپورٹنگ کی جائے آخر ہر انسان کو خدا تعالیٰ کے حضور اپنے اعمال پر جوابدہ ہونا ہے۔ (ہفت روزہ نیشن لندن 25.12.98)

احمدی رمضان کی راتوں میں ایسا شور مچائیں

کہ تقدیر حرکت میں آجائے۔ مرزا طاہر احمد

لندن۔ (پ ر) جماعت احمدیہ کے امام مرزا طاہر احمد نے گزشتہ خطبہ جمعہ میں احمدیہ ٹیلی ویژن (ایم ٹی اے) کے ذریعہ دنیا بھر کے احمدیوں کو مساجد بنانے کی طرف توجہ دلائی اور کہا کہ دنیا میں جماعت احمدیہ کی کوئی ایسی شاخ نہ ہو جس کی اپنی مسجد نہ ہو کیونکہ مساجد میں مومن کی جان ہوتی ہے جہاں مسجدیں ہوں گی وہاں جماعتیں مستحکم ہوتی جائیں گی۔ امام جماعت احمدیہ نے کہا کہ پاکستان میں ہمارے دشمنوں کو ہماری مساجد سے شدید دشمنی ہے مساجد بنانے کے نتیجہ میں احمدیوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے ان کو سزائیں دی جارہی ہیں مگر اس کے باوجود جس طرح توفیق ملے مسجدیں بناتے جائیں کیونکہ اللہ کا گھر بنانے سے احمدی باز نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری قوم کا یہ حال ہے کہ آفات ان کے دروازے کھٹکھٹا رہی ہیں مگر اسے ہوش نہیں آتا اگر اب بھی قوم کو ہوش نہ آیا تو خدا تعالیٰ کی آخری تقدیر ظاہر ہو گی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تقدیر حرکت میں آچکی ہے اور ان بد بختوں کی پکڑ کا وقت قریب آگیا ہے جو لوگ خدا تعالیٰ کے گھر کو منہدم کرنے میں فخر محسوس کریں ان کے اپنے گھر کیسے باقی رہ سکتے ہیں خدا تعالیٰ پکڑ میں دھیما ضرور ہے مگر جب اس کی پکڑ آتی ہے تو وہ بہت سخت ہوتی ہے۔ امام جماعت احمدیہ نے مربی عبد القدیر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جج نے باوجود اس اعتراف کے کہ وہ معصوم ہیں ان کو اور ان کے ساتھیوں کو عمر قید کی سزا دی ہے اس طرح ان کی زندگیاں برباد کرنے کی کوشش کی ہے اور انصاف سے کام نہیں لیا اور کہا کہ جج نے معصوموں کو عمر قید کی سزا دے کر اپنی بربادی کے فیصلے پر دستخط کئے ہیں آخر میں انہوں نے جماعت احمدیہ کے ممبران کو نصیحت کی کہ وہ اسیران راہ مولا کیلئے درد دل سے دعا جاری رکھیں گے اور رمضان کی راتوں میں ایسا شور مچائیں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ہمارے حق میں حرکت میں آجائے۔ (روزنامہ جنگ لندن 15 دسمبر 98)

درخواست دُعا

خاکسار کے والد مکرم محمد عبد اللہ شاکر عرصہ ڈیڑھ دو سال سے گلے کی بیماری میں مبتلا ہیں کافی علاج کے باوجود آواز بہت دھیمی ہے اسی طرح ان کے سینے میں بھی کافی تکلیف رہتی ہے۔ والد صاحب کی صحت و تندرستی درازی عمر کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (فضل الرحمٰن بھٹی متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

THE FIRST ISLAMIC SATELLITE CHANNEL

BROADCASTING ROUND THE CLOCK

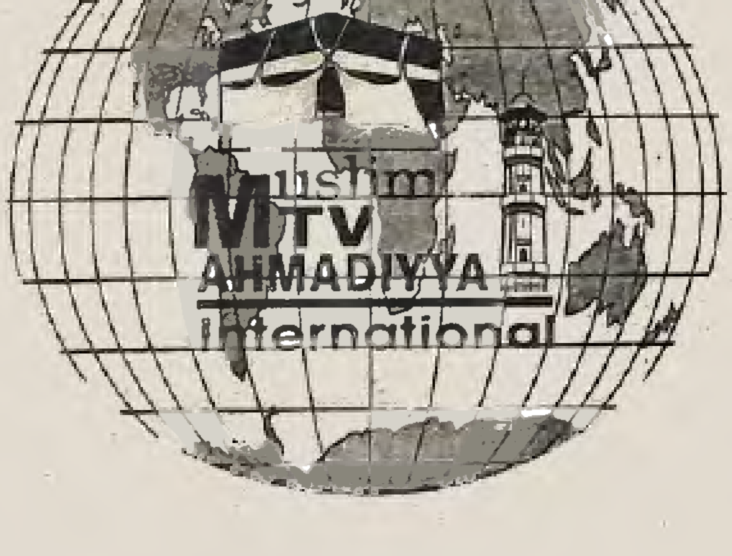

AUDIO FREQUENCY		
URDU	:	6.50
ENGLISH	:	7.02
ARABIC	:	7.20
BENGALI	:	7.38
FRENCH	:	7.56
DUTCH	:	7.74
TURKISH	:	8.10

SATELLITE : INTELSAT 703 IS -703 AT 57* E
DECODER : C Band
POSITION : 57* East
POLARITY : Left Hand Circular
DISH SIZE : Max. 8 Ft
VIDEO FREQUENCY : 4177.5 Mhz
AUDIO FREQUENCY : 6.50 Mhz
E Mail : mta @ bitinternet . com

☆...... اگر آپ خود یا اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔
☆...... اگر آپ موجودہ فحاشی سے بھرپور ٹی وی چینلز سے بچ کر اپنی اور اپنے بچوں کی اخلاقی و روحانی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو آپ ہمیشہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

ہی دیکھئے۔ اس میں نماز سکھانے۔ قرآن مجید سکھانے کے علاوہ حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے درس القرآن۔ ترجمۃ القرآن و ہومیوپیتھی کلاس اور مجالس عرفان نشر ہوتی ہیں۔
علاوہ ازیں زبانیں سکھانے اور کمپیوٹر و سائنس سے متعلق دیگر معلومات سے بھرپور پروگراموں سے بھی آپ استفادہ کر سکتے ہیں۔
☆...... جماعتِ احمدیہ کا عربی رسالہ التقویٰ لنڈن۔ انٹرنیشنل الفضل لندن۔ جماعتی کتب اور دیگر معلومات Computer Internet پر دیکھ سکتے ہیں۔ جس کا نمبر اوپر دیا گیا ہے۔
☆...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات۔ ہومیوپیتھک کلاسز اور دیگر ضروری پروگرام کی ویڈیو کیسٹ حاصل کرنے کیلئے نیچے لکھے پتہ جات پر رابطہ قائم کریں۔
نوٹ : ایم ٹی اے کی جملہ نشریات کاپی رائٹ © قانون کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ اس کے کسی بھی حصہ کی بلا اجازت اشاعت یا نشر خلافِ قانون ہے۔

NAZARAT NASHRO - ISSHAT
MTA QADIAN Mohalla Ahmadiyya Qadian -143516
Ph: 01872-20749 Fax : 01872 - 20105

MTA International, P.O. Box 12926, London SW 18 4ZN
Tel : 44-181 870 0922 Fax : 44 - 181 875 0249
Internet code : http://www.alislam.org/mta